اِسلام کی شبیہ کو مسخ کرنے کی ناکام سازش رچانے والی اور فصیلِ نبوت پر

شب خون مارنے والی رُسوائے زمانہ قادیانی جماعت کا علمی و فکری محاسبہ

عقیدۂ ختمِ نبوت اور ردِّ فتنہ قادیانیت

تصنیف لطیف

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ

ترتیب و تقدیم

مولانا محمد افروز قادری چریاکوٹی





بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ الْاُمِّیُّ

تفصیلات

کتاب	:	عقیدۂ ختم نبوت اور ردِ فتنہ قادیانیت
موضوع	:	خاتمیت محمدی کی حقیقی تفہیم اور قادیانیت کا پوسٹ مارٹم
تصنیف	:	علامہ غلام رسول سعیدی
ترتیب	:	محمد افروز قادری چریاکوٹی
تحریک	:	مکرمی زوہیب حسن عطاری
صفحات	:	اسّی (۸۰)
سن اشاعت	:	رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ ـــ مئی ۲۰۲۰ء
تقسیم کار	:	نعمانی بک ڈپو، مچھلی منڈی، چریاکوٹ، مئو، یوپی، انڈیا۔

o رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o

فہرست مضامین

اَساطیر الاوّلین

الحمد للہ الذی ھدانا لھٰذا وما کنا لنھتدی لو لا ان ھدانا اللہ، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، خیرۃ اللہ من خلق اللہ، ونخبۃ اللہ من بریۃ اللہ وصفوۃ اللہ من انبیاء اللہ، وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ ومن والاہ، من یومنا ھٰذا اِلیٰ یوم نلقاہ. وبعد!

یہ سچ ہے کہ جیسے جیسے ہم عہدِ رسالت مآب ﷺ سے دور اور صبحِ قیامت کی پُرآشوب گھڑیوں سے قریب ہوتے جا رہے ہیں، اقدارِ دین کے نشانات مدھم پڑتے جا رہے ہیں، اور قوتِ فکر و عمل میں زبردست گراوٹ آتی جا رہی ہے۔ خصوصاً ہمارا یہ عہد جس میں ہم سانسیں لے رہے ہیں وہ تو بڑا ہی فتنہ آگیں، ہوش ربا اور صبر آزما ہے۔ ابھی ایک فتنہ ٹھیک سے فرو نہیں ہوتا کہ دوسرا اُس سے بڑا سر اُٹھا لیتا ہے، اور لگاتار یکے بعد دیگرے گویا فتنوں کی یلغار ہے، ایسے نازک دور میں دین پر جمے رہنا اور سنت و شریعت پر جادہ پیمار ہنا اتنا ہی مشکل ہو گیا ہے جتنا انگاروں پر کھڑے رہنا۔ غیب داں رسولِ اعظم ﷺ نے اُمت کو پیش آنے والے ایسے صبر آزما لمحات کی خبر صدیوں پہلے دے دی تھی۔

يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِيهِمْ عَلَى دِيْنِه كَالْقَابِضِ عَلَى الْجَمْرِ . (سنن ترمذی: ۲۱۵۸ حدیث: ۲۱۸۶۔ مسند احمد بن حنبل: ۲۵۳۱۸ حدیث: ۸۷۱۱۔)

یعنی لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اس میں دین پر قائم رہنا ایسا ہی مشکل و صبر آزما ہو گا جیسے کہ انگارے کو مٹھی میں پکڑنا۔

ایک دوسری معروف حدیث میں اس کی مزید وضاحت و تصریح فرما دی گئی :

اِنَّ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ فِتَنًا كَقِطَعِ اللَّيْلِ الْمُظْلِمِ يُصْبِحُ الرَّجُلُ فِيْهَا مُؤْمِنًا وَّيُمْسِي كَافِرًا وَيُمْسِي مُؤْمِنًا وَّيُصْبِحُ كَافِرًا ۔ (سنن ابوداؤد: ۳۲۸۱۱ حدیث: ۳۷۱۵۔ سنن ابن ماجہ: ۴۵۵۱۱ حدیث: ۳۹۵۱)

یعنی قربِ قیامت میں اندھیری رات کی مانند فتنے بپا ہوں گے، (اور اُن کا اَثر لوگوں پر یہ ہوگا کہ وہ) صبح کریں گے ایمان کی حالت میں اور شام کریں گے کفر کی حالت میں، یوں ہی شام میں وہ مومن ہوں گے تو صبح میں کافر ہو جائیں گے۔

حدیث کا مفاد یہ ہے کہ مختلف روپ میں فتنوں کا ایسا ظہور ہوگا، اور دین واِیمان کی فصیلوں پر شب خون مارنے والے اِتنی وافر مقدار میں موجود ہوں گے کہ ایک حساس وفکرمند شخص کے لیے اِیمان وعقیدے کا تحفظ بڑا مسئلہ بن جائے گا!۔ نبی غیب داں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبارک اِرشاد کیسا صداقت بنیاد ہے کہ آج ہم ٹھیک وہی دور کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں۔ خداوند جلیل ایسے پُرفتن دور میں ہمارے ایمان وعمل کی حفاظت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

آج کا دور یقیناً فرقہ سازی اور پروپیگنڈے کا دور ہے، جس کے بوتے پر سچ کو چھپانے اور جھوٹ کو باور کرانے کا کاروبار بڑے منظم پیمانے پر چل رہا ہے۔ ساتھ ہی اِسلام کے نام پر نت نئے فرقے حشرات الارض کی طرح وجود پذیر ہو رہے ہیں اور ہر کوئی اپنی حقانیت کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے: کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ . اور اپنے علاوہ دوسروں کو باطل اور گم گشتہ راہ سمجھ رہا ہے۔ حالانکہ سارے تو صحیح ہو نہیں سکتے، صحیح جب بھی ہوگا ان میں کوئی ایک ہی ہوگا؛ کیوں کہ مذہب حق اور دین اسلام ہمیشہ ایک رہا ہے جو اللہ کا منتخب اور پسندیدہ دین ہے۔ اس کی بہت خوبصورت تمثیل پیارے آقا محمد مصطفےٰ ﷺ نے ایک حدیث میں یوں پیش کی ہے:

إن بنى إسرائيل تفرقت علىٰ اثنتين وسبعين ملة وتفترق أمتى علىٰ ثلاث وسبعين ملة كلهم فى النار إلا ملة واحدة قالوا ومن هى يارسول الله؟ قال: ما أنا عليه وأصحابى . (سنن ترمذی: ۲۳۵۹ حدیث: ۲۵۶۵۔ مستدرک حاکم: ۴۳۰۱۱ حدیث: ۴۰۸)

یعنی بلاشبہہ بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹ گئے اور میری اُمت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ایک کے سوا باقی سب جہنمی ہوں گے۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! جہنم سے نجات پانے والا وہ فرقہ کون سا ہوگا (اور اس کی پہچان کیا ہوگی) تو فرمایا: جو میرے اور میرے صحابہ کے راستے (اور عقیدے) پر ہوگا۔

اسی لیے سنت رسول مقبول اور سنت صحابہ کرام پر عمل کرنے والے سوادِ اعظم کی اِتباع کی آپ نے پُرزور ہدایت و تاکید کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا :

إتبعوا السواد الأعظم فإنه من شذ شذ فى النار۔ (مشکوۃ المصابیح بروایۃ ابن ماجہ:۱۸۱۳حدیث: ۱۷۴)

یعنی تم سوادِ اعظم (بڑی جماعت) کی اتباع کرو؛ کیوں کہ اس سے جو الگ ہوا، وہ تنہا جہنم میں بھیجا جائے گا۔

یہ سوادِ اعظم وہی اہل سنت و جماعت ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے :

إن الله لايجمع أمتى على الضلالة، ويد الله على الجماعة ومن شذ شذ فى النار . (مستدرک حاکم:۱۸۰۱۳حدیث: ۳۶۰)

یعنی اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا۔ جماعت کے لیے اللہ کی مدد ہے۔ جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

تاریخی حقائق شاہد ہیں کہ فرقوں کی بھیڑ میں مذہب اہل سنت کے علاوہ کوئی ایسا فرقہ نہیں جو 'ما أنا عليه وأصحابي' کے معیار پر پورا اُترتا ہو۔ سوادِ اعظم کی شان رکھنے والا یہ فرقہ ہمیشہ اِفراط و تفریط سے گریزاں اور اِعتدال و توسط کی راہ پر گامزن رہا ہے، اور اس کی پشت پر صدیوں کے تواتر سے علما، فقہا، اولیا، شہدا، اور صوفیہ محققین کی شہادتیں موجود ہیں۔

عصر حاضر میں مصطفٰے جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت مرحومہ داخلی وخارجی بہت سے گھناؤنے فتنوں سے بیک وقت ستیزہ کار ہے۔ ایک طرف اِسلام مخالف سازشوں کے باعث عراق سے فلسطین اور کشمیر سے کنیاکماری تک اُمت مسلمہ لہو رنگ ہے، اپنے ہی بھائیوں کے بے گور و کفن لاشے ہیں، کٹے پھٹے جسم ہیں، اُجڑی ہوئی بستیاں ہیں اور جلتے ہوئے مکانات۔ تو دوسری طرف اُمت مسلمہ کا بڑا ناسور 'فتنۂ قادیانیت' اہلِ اِسلام کو ذہنی و فکری اِنتشار میں گرفتار اور جسد ملت کو کھوکھلا کرنے پر تُلا ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر دور میں مجاہدین ختم نبوت اور شیفتگان عشق رسالت نے مختلف علمی و عملی و فکری محاذوں سے اِس فتنے کا سر کچلنے اور اسے بیخ و بن سے اُکھاڑنے کی سعی مشکور کی ہے۔ قادیانیوں کے بارے میں دنیا کے تمام خوش عقیدہ مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنے اسلام مخالف مخصوص خیالات و نظریات کی وجہ سے سرتاپا کفر میں ملوث ہیں اور کسی بھی طرح مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔

یہ ایک ناقابل انکار صداقت ہے کہ انسانیت کی ہدایت و رہنمائی کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے جو سلسلہ رشد و ہدایت شروع ہوا تھا' وہ نبی ختمی المرتبت حضرت محمد مصطفٰی ﷺ پر آکر مکمل ہوا۔ آپ ﷺ کے بعد نبوت و رسالت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا۔ آپ ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں، خاتم الانبیاء اور سید المرسلین ﷺ ہیں۔ نبوت و رسالت کی آخری اینٹ اور آخری کڑی بن کر جلوہ آرا ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ کی عطا کردہ شریعت' رشد و ہدایت کا اَبدی سرچشمہ ہے۔ اسلام دین کامل اور ابدی ضابطہ حیات ہے، اس کی اتباع ہی دین و دنیا میں کامیابی کی ضمانت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ رشد و ہدایت کا سلسلہ اور ایمان سے وابستگی در حقیقت عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان سے وابستہ ہے۔ اس پر ایمان بندگی کا لازمی اور ناگزیر تقاضہ ہے جس کے بغیر دین و ایمان کا تصور بھی محال ہے۔

عقیدۂ ختم نبوت پر ایمان رکھنا ضروریاتِ دین سے ہے۔ قرآن و حدیث سے یہ عقیدہ دوپہر کے چمکتے سورج کی طرح واضح و ثابت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عہد رسالت مآب سے لے کر

پوری امت مسلمہ کا اس پر اتفاق ہے کہ سید الانبیا حضرت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کی ظاہری زندگی میں اور پس وصال قیامت تک کسی کو نبوت نہیں مل سکتی، نہ حقیقی، نہ مجازی، نہ ذاتی، نہ ظلی، اور نہ بروزی۔

یاد رہے کہ قادیانیت کوئی مذہبی تحریک نہیں، بلکہ یہ سراسر سیاسی مفاد کے لیے جنمائی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ہر وادی میں منہ مارتی پکڑی گئی ہے۔ کبھی اس نے اسرائیل کے ساتھ تعلقات استوار کیے تو کبھی بھارت کی دہشت گرد تنظیم آر ایس ایس سے دوستی کا ہاتھ ملایا۔ اس طرح اس جماعت نے مسلمانوں کو بدنام کرنے، ان کے وجود کو خطرے میں ڈالنے اوران کے سکون وو قار کو غارت کرنے کا کوئی موقع کبھی ہاتھ سے جانے نہ دیا، اور اپنے آقاؤں کی کاسہ لیسی اور نمک خوری کا پورا پورا حق ادا کیا۔

خدا جزائے خیر دے مجاہدین ختم نبوت کو، جنھوں نے اس فتنے کا سر کچلنے میں کوئی کمی باقی نہ چھوڑی اور دامے، قدمے، قلمے، سخنے ہر طرح اس کا تعاقب وتدارک کیا۔ اس سلسلے میں فاتح قادیان حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی، حضرت مولانا غلام دستگیر ہاشمی محدث قصوری، شیخ المشائخ خواجہ قمر الدین سیالوی، شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی، امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری، شیخ الاسلام مولانا انوار اللہ فاروقی اور دیگر مشاہیر علما و مشائخ اہلسنت نے جو کارہائے نمایاں انجام دیے وہ صبح قیامت تک یاد رکھے جائیں گے۔

ماضی قریب میں جن اَرباب علم وقلم نے اُمت مسلمہ کی بے لوث ہمہ جہت خدمات انجام دینے میں نمایاں مقام حاصل کیا، اُن میں ایک عظیم وجلیل اور قابل قدر نام مفکر اسلام، اَدیب اَریب، محقق لبیب علامہ غلام رسول سعید۔ علیہ الرحمہ کا بھی ہے۔ علامہ ' جماعت اہل سنت کا نہایت قیمتی اَثاثہ اور نمونۂ سلف تھے۔ ذات میں کائنات اور (One man army) کی مثالیں پڑھتے آئے تھے؛ مگر اس کی مجسم تمثیل ہمیں علامہ کی شخصیت نظر آئی۔ کمیت وکیفیت کے اعتبار سے علامہ کی بکھری ہوئی خدمات کو دیکھیں تو ان کی جواں مردی، دور اندیشی اور ہمت رندانہ

پر تحسین وآفرین کہے بغیر بات نہیں بنتی۔ آپ کی حیات مستعار کی قریبًا نصف درجن دہائیاں تعلیم وتربیت، تدریس وتقریر، اور تصنیف وترجمہ کی تابانیوں سے منور دکھائی دیتی ہیں۔ آپ کے علمی اِنتاجات، ژرف نگاہی اور دانش ورانہ بصیرت کے اعتراف ومقبولیت کا دائرہ ملکی ومسلکی حدود سے پرے ہے۔

زیر نظر کتاب علامہ کی کوئی مستقل کتاب نہیں، بلکہ آپ کی شہرۂ آفاق تفسیر تبیان القرآن سے مقتبس کرکے اسے کتابی شکل دیا گیا ہے۔ دراصل ہمارے کرم فرما محترمی زوہیب حسن عطاری صاحب کا پرشوق اصرار تھا کہ قادیانیت کے رد پر لکھی گئیں تمام دستیاب کتابوں کا ایک پیج بن رہا ہے، علامہ نے بھی اس سلسلے میں خوب خامہ فرسائی کی ہے، بڑا اچھا ہوتا اگر اسے بھی کتابی شکل دے دیا جاتا۔ چنانچہ میں نے اپنی سعادت وخوش بختی سمجھتے ہوئے اور مجاہدین ختم نبوت کے ساتھ ایک نسبت یگانہ قائم کرنے کی غرض سے یہ کام چند روز کی موٹی گاڑھی محنت کے بعد سرانجام دے دیا۔

یہ مضمون مطبوعہ تفسیر تبیان القرآن کی جلد ۹ میں ص ۴۶۰ سے ص ۴۹۶ تک پھیلا ہوا ہے۔ طالب تفصیل وتحقیق وہاں رجوع کرے۔ اللہ جل مجدہ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمارے اس عمل کو محض اپنی اور اپنے پیارے رسول مکرم ﷺ کی خوشنودی کے لیے قبول فرمائے اور دارین کی سعادتیں بٹورنے والے کام انجام دینے کی توفیق ہمارے رفیق حال کردے۔ آمین

خویدم العلم والعلماء

محمد افروز قادری چریاکوٹی

بارہ رمضان المبارک ۱۴۴۱ھ، بروز چہار شنبہ

آفتابِ نبوت ﷺ کی ابوت کی تفہیم

۱: مَا کَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ؕ وَ کَانَ اللّٰهُ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ۝ (سورۂ احزاب: ۳۳ / ۴۰)

ترجمہ: محمد تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، لیکن وہ اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں، اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

مذکورہ بالا آیت کریمہ کی تحقیق کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت زید بن حارثہ کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ وہ آپ کے بیٹے نہیں ہیں۔ اور آپ کے چار نسبی بیٹے تھے: آپ حضرت قاسم، حضرت ابراہیم، حضرت طیب اور حضرت مطہر کے والد تھے۔ (جامع البیان رقم الحدیث: ۲۱۴۶۵، تفسیر امام ابن ابی حاتم رقم الحدیث: ۱۷۶۹۸)

جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت زینب (رضی اللہ عنہا) سے نکاح کر لیا تو کفار اور منافقین نے اعتراض کیا کہ آپ نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کر لیا، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہ آپ کے حقیقی بیٹے نہیں ہیں کہ ان کی بیوی آپ پر حرام ہو جائیں؛ لیکن آپ تعظیم اور تکریم کے اعتبار سے امت کے باپ ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات امت کی مائیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرما کر کفار اور منافقین کے اعتراضات کو ساقط کر دیا۔

اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ آپ کے زمانے میں جو مرد تھے آپ ان میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں، یہ نہیں ہے کہ آپ کسی کے والد ہیں ہی نہیں؛ کیونکہ آپ کی چار بیٹیاں تھیں اور آپ ان کے والد تھے اور آپ کے چار بیٹے تھے اور آپ ان کے والد تھے؛ لیکن وہ سب صغر سن میں

وفات پا گئے اور ان میں سے کوئی بھی مرد ہونے کی عمر تک نہیں پہنچا۔ سو آپ مردوں میں سے کسی کے حقیقی والد نہیں ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور یہ چاروں آپ کے نسبی بیٹے تھے، مخاطبین کے مردوں میں سے نہ تھے۔ بعض احادیث میں ہے کہ آپ نے حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہما) کے متعلق فرمایا: یہ دونوں میرے بیٹے ہیں۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث:۳۷۶۹) لیکن آپ نے ان کو مجازاً اپنے بیٹے فرمایا، وہ آپ کے نسبی بیٹے نہ تھے۔ وہ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کے نسبی بیٹے اور آپ کے نواسے تھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ وہ تمھارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں اور نہ کسی مرد کے حقیقی والد ہیں، نہ رضاعی والد ہیں۔

ہم نے امام ابن جریر اور امام ابن ابی حاتم کے حوالے سے لکھا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چار بیٹے تھے؛ لیکن مشہور یہ ہے کہ آپ کے دو بیٹے تھے: حضرت قاسم اور حضرت ابراہیم۔ حضرت قاسم حضرت خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کے بطن سے پیدا ہوئے، انھی کی وجہ سے آپ کی کنیت ابوالقاسم قرار پائی، اور حضرت ابراہیم آپ کی کنیز ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے اور حضرت ابراہیم کے علاوہ آپ کی تمام اولاد قبل از اسلام پیدا ہوئی، صرف حضرت ابراہیم واحد ہیں جو زمانۂ اسلام میں پیدا ہوئے، اسی وجہ سے ان کا لقب طیب اور مطہر ہے۔ (سبل الھدیٰ والرشاد ج۱۱ص ۱۹' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۴ھ)

علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ آپ کسی مرد کے شرعی والد ہیں، نہ رضاعی۔ اور نہ کسی کو آپ نے شرعاً بیٹا بنایا؛ کیوں کہ شرعاً بیٹا اس کو بنایا جاتا ہے جو مجہول النسب ہو اور حضرت زید بن حارثہ مجہول النسب نہیں تھے، ان کا نسب معروف تھا، وہ حارثہ کے بیٹے تھے۔ غرض آپ کسی اعتبار سے کسی مرد کے باپ نہ تھے، نسبی، نہ رضاعی، نہ متبنیٰ کے اعتبار سے۔ (روح المعانی جز۲۲ص ۴۴-۴۵' دارالفکر بیروت' ۱۴۱۷ھ)

سیدنا محمد عربی (ﷺ) کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین اور آخری نبی ہونے پر صاف اور صریح آیت تو یہی سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۴۰ ہے، اس کے علاوہ قرآن مجید کی اور آیات بھی ہیں، جن سے آپ کا خاتم النبیین اور آخری نبی ہونا ثابت ہے :

۲: اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَ رَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ (سورۃ المائدہ:۵/۳)

ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارے دین کو کامل کر دیا اور تمھارے اوپر اپنی نعمت کو تمام کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو بہ طور دین پسند فرما لیا۔

نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اوپر دین کا کامل اور تمام ہونا اس بات کو مستلزم ہے کہ آپ آخری نبی ہیں، کیونکہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا اسی وقت ممکن ہوتا، جب آپ کے دین اور آپ کی شریعت میں کوئی کمی ہوتی، جس کمی کو بعد میں آنے والا نبی پورا کرتا، اور جب آپ کا دین کامل اور تمام ہے اور اس کا نا مکمل ہونا ممکن نہیں ہے تو آپ کے بعد کسی نبی کا آنا بھی کسی طرح ممکن نہیں ہے۔

۳: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ﴿۲۸﴾ (سبا:۲۸)

ترجمہ: اور (اے رسول مکرم!) ہم نے آپ کو دنیا کے تمام لوگوں کے لیے (جنت کی) بشارت دینے والا اور (دوزخ سے) ڈرانے والا بنا بھیجا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ دنیا کے تمام لوگوں کے لیے آپ رسول ہیں۔ اگر آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو جائز قرار دیا جائے تو لازم آئے گا کہ آپ تمام لوگوں کے لیے رسول نہیں ہیں بلکہ بعض لوگوں کے لیے، اور بعض کے لیے کوئی اور رسول آئے گا، اور اس سے یہ آیت

کاذب ہوجائے گی اور قرآن مجید کا کاذب ہونا محال ہے، اس سے لازم آیا کہ آپ کے بعد کسی اور نبی کا آنا محال ہے۔

۴: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا (سورۃ الاعراف: ۷/ ۱۵۸)

ترجمہ: آپ کہیے اے لوگو! بیشک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

اس آیت کی بھی حسب سابق تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی کا آنا ممکن ہو تو پھر آپ سب کے لیے رسول نہیں رہیں گے۔

۵: وَ مَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ (سورۃ الانبیاء: ۲۱/ ۱۰۷)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

اس آیت کی بھی اسی طرح تقریر ہے کہ اگر آپ کے بعد کسی رسول کا آنا ممکن ہو تو پھر بعض لوگوں کے لیے وہ رسول رحمت ہوگا، اور آپ تمام جہانوں کے لیے رحمت نہیں رہیں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

۶: تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا

(سورۃ الفرقان: ۲۵/ ۱)

ترجمہ: وہ ذات برکت والی ہے جس نے اپنے عبد کامل پر وہ کتاب نازل کی جو حق اور باطل میں فرق کرنے والی ہے تاکہ وہ عبد کامل تمام جہانوں کے لیے (عذاب سے) ڈرانے والا ہو جائے۔

۷: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَ لَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَ اَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِیْ ؕ قَالُوْۤا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ

(سورۃ آل عمران: ۳/ ۸۱)

ترجمہ: اور یاد کیجئے جب اللہ نے تمام نبیوں سے یہ پختہ عہد لیا کہ میں تمہیں جو کتاب اور حکمت عطا کروں، پھر تمھارے پاس وہ عظیم رسول آجائے جو ان (چیزوں) کی تصدیق کرے جو تمھارے پاس ہیں، تو تم سب اس پر ضرور ایمان لانا اور تم سب ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور میرے اس بھاری عہد کو قبول کر لیا۔ انہوں نے کہا: ہم نے اقرار کر لیا۔ فرمایا پس تم سب (ایک دوسرے پر) گواہ ہو جاؤ، اور میں بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ جس نبی کے آنے پر تمام رسولوں سے اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا پختہ عہد لیا گیا ہے وہ تمام رسولوں کے بعد آئے گا، پس اگر آپ کے بعد کسی اور رسول کے آنے کو ممکن مانا جائے تو لازم آئے گا کہ وہی آخری رسول ہو اور اسی کے متعلق تمام نبیوں سے پختہ عہد لیا گیا ہو بلکہ آپ سے بھی اس پر ایمان لانے اور اس کی نصرت کرنے کا عہد لیا گیا ہو اور یہ بداہتاً باطل ہے۔

۸: هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۗ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۲﴾ (سورۃ الجمعہ: ۶۲/ ۳-۲)

ترجمہ: وہی ہے جس نے امی لوگوں میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرتا ہے اور ان کے باطن کو صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور بیشک وہ اس کے آنے سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں تھے اور اس رسول کو دوسروں کے لیے بھی بھیجا ہے جو (ابھی تک) پہلوں سے نہیں ملے اور وہ بے حد غالب بہت حکمت والا ہے۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے زمانہ کے لوگوں کے بھی رسول ہیں اور اپنے بعد آنے والے لوگوں کے لیے بھی رسول ہیں۔ اب اگر یہ کہا جائے کہ آپ کے بعد کسی اور رسول کا آنا بھی ممکن ہے تو پھر اس رسول پر ایمان لانے والوں کے لیے آپ رسول نہیں ہوں گے اور یہ اس آیت کے خلاف ہے۔

۹: وَ مَنۡ یُّشَاقِقِ الرَّسُوۡلَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الۡہُدٰی وَ یَتَّبِعۡ غَیۡرَ سَبِیۡلِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصۡلِہٖ جَہَنَّمَ ؕ وَ سَآءَتۡ مَصِیۡرًا ﴿۱۱۵﴾ (سورۃ النساء:۴/۱۱۵)

ترجمہ: اور جو شخص اس پر ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول کی مخالفت کرے اور تمام مسلمانوں کا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلے، ہم اس کو اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرا ہے اور اس کو دوزخ میں داخل کر دیں گے اور وہ کیسا برا ٹھکانا ہے۔

عہد رسالت سے لے کر اب تک تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہیں اور آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا محال ہے، سو جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے گا وہ اس آیت کی وعید کا مصداق بنے گا۔

۱۰: لَا یَسۡتَوِیۡ مِنۡکُمۡ مَّنۡ اَنۡفَقَ مِنۡ قَبۡلِ الۡفَتۡحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِکَ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً مِّنَ الَّذِیۡنَ اَنۡفَقُوۡا مِنۡۢ بَعۡدُ وَ قٰتَلُوۡا ؕ وَ کُلًّا وَّعَدَ اللّٰہُ الۡحُسۡنٰی ﴿۱۰﴾ (سورۃ الحدید:۵۷/۱۰)

ترجمہ: تم میں سے جن لوگوں نے فتح (مکہ) سے پہلے اللہ کی راہ میں خرچ کیا اور جہاد کیا، وہ دوسروں کے برابر نہیں ہیں، ان کا ان لوگوں سے بہت بڑا درجہ ہے جنہوں نے اس کے بعد (اللہ کی راہ میں) خرچ کیا اور قتال کیا۔

اس آیت کا تقاضا یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والے صحابہ' بعد کے صحابہ سے بہت افضل ہیں، اگر سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہوتا تو وہ ان صحابہ سے افضل ہوتا، کیونکہ نبی غیر نبی سے افضل ہوتا ہے اور ان صحابہ سے اس کا افضل ہونا اس آیت کے خلاف ہے، پس آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے۔

سیدنا محمد عربی (ﷺ) کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق احادیث صحیحہ و مقبولہ

۱: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیا کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے بہت حسین و جمیل ایک گھر بنایا؛ مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، لوگ اس گھر کے گرد گھومنے لگے اور تعجب سے یہ کہنے لگے: اس نے یہ اینٹ کیوں نہ رکھی؟۔ آپ نے فرمایا: میں (قصر نبوت کی) وہی اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۵۔۔۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۸۶۔۔۔ السنن الکبری رقم الحدیث: ۱۴۲۲۔۔۔ مسند احمد رقم الحدیث: ۹۰۷۴)

۲: حضرت ثوبان (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بیشک اللہ نے میرے لیے تمام روے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا۔ (الی قولہ) عنقریب میری اُمت میں تیس کذاب ہوں گے، ان میں سے ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ نبی ہے، حالاں کہ میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (سنن ابوداؤد رقم الحدیث: ۴۲۵۲۔۔۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۸۸۹۔۔۔ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۰۲۔۔۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۳۹۵۲۔ صحیح البخاری ۷۱۲۱ میں ہے: عنقریب تیس کذاب نکلیں گے، ان میں ہر ایک کا زعم ہوگا کہ وہ رسول اللہ ہے)

۳: حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے نبیوں کی مثل اس شخص کی طرح ہے جس نے گھر بناکر مکمل کیا اور اس میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی، پس میں آیا، اور میں نے اس اینٹ کو رکھ کر اس گھر کو مکمل کردیا۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۹۔۔۔ حافظ زین نے کہا: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ۱۱۰۰۹۔ دارالحدیث قاہرہ ۱۴۱۶ھ)

۴: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مجھے چھ وجوہ سے انبیا پر فضیلت دی گئی ہے:

(۱) مجھے جوامع الکلم عطا کیے گئے ہیں۔

(۲) رعب سے میری مدد کی گئی ہے۔

(۳) میرے لیے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا ہے۔

(۴) تمام روئے زمین کو میرے لیے آلۂ طہارت اور نماز کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔

(۵) مجھے تمام مخلوق کی طرف (نبی بنا کر) بھیجا گیا ہے۔

(۶) اور مجھ پر نبیوں کو ختم کیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث: ۵۲۳۔۔۔ سنن الترمذ رقم الحدیث: ۱۵۵۳۔۔۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۵۶۷۔ مسند احمد ج ۲ ص ۴۱۲)

:۵ حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (کرم اللہ وجہہ الکریم) سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے، مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری رقم الحدیث: ۴۴۱۶۔۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۰۴۔۔۔ سنن ترمذی رقم الحدیث: ۳۷۳۱۔۔۔ سنن کبری للنسائی رقم الحدیث: ۸۴۳۵۔۔۔ المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۳۳۴۔۲۰۳۵۔۳۰۲۶۔۔۔ المستدرک ج ۳ ص ۱۰۹ قدیم، رقم الحدیث: ۴۵۷۵ جدید۔۔۔ سنن بیہقی ج ۹ ص ۴۰۔۔۔ صحیح ابن حبان رقم الحدیث: ۶۹۲۷۔۔۔ مصنف عبد الرزاق رقم الحدیث: ۹۷۴۵۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۲ ص ۶۰)

:۶ حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بنی اسرائیل کا ملکی انتظام ان کے انبیا کرتے تھے، جب بھی کوئی نبی فوت ہوجاتا تو اس کا قائم مقام دوسرا نبی ہوجاتا اور بیشک میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، اور میرے بعد بہ کثرت خلفا ہوں گے۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۴۵۵۔۔۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۸۴۲۔۔۔ سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۲۸۷۱۔۔۔ مسند احمد رقم الحدیث: ۷۹۴۷، عالم الکتب بیروت)

:۷ حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بیشک رسالت اور نبوت منقطع ہوچکی ہے، پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ

رسول ہوگا۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۲۷۲۔۔۔مسند احمد ج ۳ ص ۲۶۷۔۔۔مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث:۳۹۴۷۔۔۔المستدرک ج ۴ ص ۳۹۱)

۸: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ 'ہم آخر ہیں اور قیامت کے دن سابق ہوں گے'۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث:۸۷۶۔۔۔صحیح مسلم رقم الحدیث:۸۵۵۔۔۔سنن النسائی رقم الحدیث:۱۳۶۷)

۹: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں آخر الانبیاء ہوں اور میری مسجد آخر المساجد ہے، (یعنی آخر مساجد الانبیاء ہے)۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث بلا تکرار:۱۳۹۴' الرقم المسلسل:۳۳۱۷)

۱۰: حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں پیدائش میں سب سے پہلا ہوں اور بعثت میں سب سے آخر ہوں۔ (کنز العمال رقم الحدیث:۳۱۹۱۶۔ ۳۲۱۲۶)

۱۱: حضرت عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: بیشک میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین تھا اور بیشک (اس وقت) آدم اپنی مٹی میں گوندھے ہوئے تھے۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۲۷۔۔۔المعجم الکبیر ۱۸' رقم الحدیث : ۲۵۲۔۔۔مسند البزار رقم الحدیث:۲۳۶۵)

۱۲: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں لوگ (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آکر کہیں گے: یا محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں اور خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ سب کاموں کی مغفرت کردی ہے، آپ اپنے رب کے پاس ہماری شفاعت کیجئے۔ الحدیث (صحیح البخاری رقم الحدیث:۴۷۱۲۔۔۔صحیح مسلم رقم الحدیث:۱۹۴۔۔۔سنن الترمذی رقم الحدیث:۲۴۳۴۔۔۔سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۳۳۰۷)

۱۳:	حضرت جابر بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور فخر نہیں اور میں خاتم النبیین ہوں اور فخر نہیں۔
(سنن الدارمی رقم الحدیث:۵۰۔۔۔کنز العمال رقم الحدیث:۳۱۸۳)

۱۴:	حضرت عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے پاس آئے گویا ہمیں رخصت فرمارہے ہوں، پھر تین بار فرمایا: میں محمد نبی امی ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (مسند احمد ج۲ص ۱۷۲۔احمد شاکر نے کہا اس کی سند حسن ہے۔حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث:۶۶۰۲' دارالحدیث قاہرہ)

۱۵:	حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انبیا (علیہم السلام) کے سامنے فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے رحمۃ للعالمین بنایا اور تمام لوگوں کے لیے بشیر ونذیر بنایا۔ مجھ پر قرآن مجید نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو خیر امت بنایا جو لوگوں کے نفع کے لیے بنائی گئی ہے، اور میری امت کو معتدل امت بنایا اور میری امت کو اول اور آخر بنایا، اور اس نے میرا سینہ کھول دیا، میرا بوجھ اتار دیا اور میرے لیے مرا ذکر بلند کیا اور مجھ کو افتتاح کرنے والا اور (نبیوں کو) ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار رقم الحدیث:۵۵۔۔۔مجمع الزوائد ج۱ص ۷۱)

۱۶:	حضرت ابو سعید خدری (رضی الل عنہ) حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں کہ جب آپ بیت المقدس پہنچے، آپ نے اپنی سواری کو ایک بڑے پتھر کے ساتھ باندھ دیا، پھر آپ نے مسجد میں داخل ہوکر فرشتوں کے ساتھ نماز پڑھی، نماز کے بعد نبیوں نے حضرت جبریل سے پوچھا: یہ آپ کے ساتھ کون ہیں؟ انہوں نے کہا یہ محمد رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ (المواہب الدنیہ ج۲ص ۳۶۲' دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۶ھ)

۱۷:	حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نبی اقدس (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شمائل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: آپ کے دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تھی اور آپ خاتم النبیین تھے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۳۸ ۔۔۔ شمائل ترمذی رقم الحدیث: ۱۹۔۷ ۔۔۔ مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۱ ص ۵۱۲ ۔۔۔ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۶۹ ۔۔۔ شرح السنہ رقم الحدیث: ۳۶۵۰)

۱۸: حضرت ابو امامہ باہلی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے (فتنہ دجال کے متعلق ایک طویل حدیث میں) فرمایا: میں آخری نبی ہوں اور تم آخری اُمت ہو۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۷۷)

۱۹: حضرت ابوقتیلہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا: میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور تمھارے بعد کوئی امت نہیں ہے، سو تم اپنے رب کی عبادت کرو اور پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینہ کے روزے رکھو، اپنے حکام کی اطاعت کرو اور اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (المعجم الکبیر ج ۲۲ رقم الحدیث: ۷۹۷، ج ۸ رقم الحدیث: ۷۵۳۵۔۷۶۱۷)

۲۰: حضرت ابو ذر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اے ابو ذر! پہلے رسول آدم ہیں اور آخری رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہیں۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۲۲۶۹)

۲۱: حضرت عقبہ بن عامر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن الخطاب نبی ہوتے۔ (سنن الترمذی رقم الحدیث: ۳۶۸۶ ۔۔۔ مسند احمد ج ۴ ص ۱۵۴ ۔۔۔ المستدرک ج ۳ ص ۵۸ ۔۔۔ المعجم الکبیر ج ۱۷ رقم الحدیث: ۸۵۷)

۲۲: حضرت جبیر بن مطعم (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میرے کئی اسماء ہیں: میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں اور میں ماحی (مٹانے والا) ہوں، اللہ میرے سبب سے کفر کو مٹائے گا، اور میں حاشر (جمع کرنے والا) ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۵۳۲ ۔۔۔ صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۵۴ ۔۔۔ سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۸۴۰ ۔۔۔ السنن الکبری رقم الحدیث: ۱۱۵۹۰)

۲۳: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں احمد ہوں، اور محمد ہوں، اور حاشر ہوں اور مقفی (سب نبیوں کے بعد مبعوث ہونے والا) ہوں اور خاتم ہوں۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث:۱۵۶۔۔۔مجمع الزوائد رقم الحدیث:۱۴۰۶۲)

۲۴: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) صبح کی نماز سے فارغ ہو کر فرماتے تھے: کیا تم میں سے کسی ایک نے آج رات کوئی خواب دیکھا ہے؟ پھر فرماتے: میرے بعد نبوت میں سے صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں۔ (سنن ابو داؤد رقم الحدیث:۵۰۱۷)

۲۵: وہب بن منبہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ (علیہ السلام) دراز قد تھے اور ان کے بال گھونگریالے تھے، گویا کہ وہ قبیلہ شنوءۃ سے تھے اور ان کے داہنے ہاتھ میں مہر نبوت تھی، مگر ہمارے نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی، اور ہمارے نبی (ﷺ) سے اس کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے شانوں کے درمیان وہ مہر نبوت ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں پر ہوتی تھی، کیونکہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔

(المستدرک ج ۲ ص ۵۷۶ قدیم۔۔۔المستدرک رقم الحدیث:۴۱۰۵ جدید۔۔۔المکتبۃ العصریہ، ۱۴۲۰ھ)

۲۶: اسماعیل بن ابی خالد کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی (رضی اللہ عنہ) سے پوچھا: کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کو دیکھا تھا؟ انہوں نے کہا: وہ کم سنی میں فوت ہو گئے اور اگر ان کے لیے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد زندہ رہنا مقدر ہوتا تو وہ نبی ہوتے؛ لیکن آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔

(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث:۱۵۱۰۔۔۔صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۱۹۴)

۲۷: حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۳۔۔۔تاریخ دمشق ج ۳ ص ۷۶، رقم الحدیث:۵۷۹۔۔۔الجامع الصغیر رقم الحدیث:۷۴۵۳۔۔۔کنز العمال رقم الحدیث:۶۱۹۴)

۲۸: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: نبوت میں سے صرف مبشرات باقی بچے ہیں، مسلمانوں نے پوچھا: یارسول اللہ! مبشرات کیاہیں؟۔آپ نے فرمایا:اچھے خواب۔(صحیح البخاری رقم الحدیث:۶۹۹۰)

۲۹: حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میری اُمت میں ستائیس دجال اور کذاب ہوں گے، ان میں سے چار عورتیں ہوں گی اور میں خاتم النبیین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔(مسند احمد ج ۵ ص ۳۹۶۔حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے۔حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث:۲۳۳۵۱' دارالحدیث قاہرہ)

۳۰: حضرت زید بن حارثہ (رضی اللہ عنہ) ایک طویل حدیث کے آخر میں بیان کرتے ہیں کہ ان کے باپ اور چچا ان کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی غلامی سے آزاد کرانے کے لیے آئے اور آپ سے کہا، آپ جو چاہے اس کی قیمت لے لیں اور اس کو ہمارے ساتھ بھیج دیں۔آپ نے ان سے فرمایا: میں تم سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تم لا الہ الا اللہ کی شہادت دو اور اس کی کہ میں خاتم الانبیاء والرسل ہوں، میں اس کو تمھارے ساتھ بھیج دوں گا۔انہوں نے اس پر عذر پیش کیا اور دیناروں کی پیش کش کی تو آپ نے فرمایا: اچھا زید سے پوچھو، اگر وہ تمھارے ساتھ جانا چاہیے تو میں اس کو تمھارے ساتھ بلا معاوضہ بھیج دیتا ہوں۔حضرت زید نے کہا: میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اپنے باپ کو ترجیح دوں گا، اور نہ اپنی اولاد کو۔یہ سن کر حضرت زید کے والد حارثہ مسلمان ہوگئے اور کہا: اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ۔جب کہ ان کے باقی رشتہ داروں نے کلمہ پڑھنے سے انکار کردیا۔(المستدرک ج ۳ ص ۲۱۴ طبع قدیم۔۔المستدرک رقم الحدیث: ۴۹۴۶ طبع جدید۔

۳۱: حضرت ابوسعید خدری (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی دوعالم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں ایک ہزار یا اس سے زائد انبیا کا خاتم ہوں۔(المستدرک ج ۲ ص ۵۹۷ طبع قدیم۔۔۔المستدرک رقم الحدیث:۴۱۶۸ طبع جدید)

ایک ہزار سے زائد انبیا سے مراد ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیا ہیں جیسا کہ المستدرک رقم الحدیث:۴۱۶۸ میں اس کی تصریح موجود ہے۔

۳۲: حضرت علی (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ مجھے درد ہو گیا تو میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے اپنی جگہ کھڑا کیا اور خود نماز پڑھنے لگے اور مجھ پر اپنی چادر کا پلو ڈال دیا، پھر فرمایا: اے ابوطالب کے بیٹے! تم ٹھیک ہو گئے اور اب تم کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا سوال کیا ہے، تمھارے لیے بھی اس چیز کا سوال کیا ہے، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے جس چیز کا بھی سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے وہ عطا فرمادی سوا اس کے کہ مجھ سے کہا گیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (المعجم الاوسط رقم الحدیث: ۷۹۱۳۔ حافظ الہیثمی نے کہا اس حدیث کے رجال صحیح ہیں: مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۱۰)

۳۳: بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ہم قیامت کے دن ستر امتوں کو مکمل کریں گے ہم ان میں سب سے آخری اور سب سے بہتر امت ہیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۲۸۷، مسند احمد ج ۴ ص ۴۴۷، سنن دارمی رقم الحدیث: ۲۷۶۲)

۳۴: حضرت سہل بن سعد (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) نے حضور اکرم ﷺ سے ہجرت کرنے کی اجازت طلب کی، آپ نے ان سے فرمایا: آپ اسی جگہ ٹھہریں جہاں آپ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ پر اس طرح ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح مجھ پر نبوت کو ختم کیا ہے۔ (المعجم الکبیر رقم الحدیث: ۵۸۲۸۔۔۔ مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۶۹۔ اس کی سند میں اسماعیل بن قیس متروک ہے)

۳۵: حضرت قتادہ بیان کرتے ہیں کہ جب نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یہ آیت پڑھتے:

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِيّٖنَ مِيْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ (سورۃ الاحزاب: ۳۳/۷)

توآپ فرماتے: مجھ سے خیر کی ابتدا کی گئی ہے اور میں بعثت میں سب نبیوں میں آخر ہوں۔ (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث: ۳۱۷۵۳۔ دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۶ھ)

۳۶: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب مجھے آسمانوں کی معراج کرائی گئی تو میرے رب عزوجل نے مجھے اپنے قریب کیا، حتیٰ کہ میرے اور اس کے درمیان دو کمانوں کے سروں کا فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک، بلکہ اس سے بھی زیادہ نزدیک۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: اے میرے حبیب! اے محمد! کیا آپ کو اس کا غم ہے کہ آپ کو سب نبیوں کا آخر بنایا ہے۔ میں نے کہا: اے میرے رب! نہیں! فرمایا: آپ اپنی امت کو میرا اسلام پہنچادیں اور ان کو خبر دیں کہ میں نے ان کو آخری بنایا ہے تاکہ میں دوسری امتوں کو ان کے سامنے شرمندہ کروں اور ان کو کسی امت کے سامنے شرمندہ نہ کروں۔ (الفردوس بما ثور الخطاب رقم الحدیث: ۵۳۲۱۔۔۔ کنزالعمال رقم الحدیث ۳۲۱۱۱۔۔۔ تاریخ بغداد ج ۵ ص ۱۳۰ ۔۔۔ تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ص ۲۹۶' ۲۹۵' رقم الحدیث: ۸۱۱' داراحیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ)

۳۷: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب حضرت آدم (علیہ السلام) کو ہند میں اتارا گیا تو وہ گھبرائے، پس جبریل نے نازل ہوکر اذان دی: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ دو دفعہ۔ اشھد ان محمدا رسول اللہ دو دفعہ۔ حضرت آدم (علیہ السلام) نے پوچھا: محمد کون ہیں؟ حضرت جبریل نے کہا: وہ آپ کی اولاد میں سے آخر الانبیاء ہیں۔ (تاریخ دمشق ج ۷ ص ۳۱۹' رقم الحدیث: ۱۹۷۹۔ داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ)

۳۸: حافظ سیوطی نے مسند ابو یعلیٰ اور امام ابن ابی الدنیا کے حوالہ سے حضرت تمیم داری کی ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے: فرشتے قبر میں مردہ سے سوال کریں گے تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہے گا: میرا رب اللہ وحدہ لاشریک ہے اور اسلام میرا دین ہے اور (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نبی ہیں اور وہ خاتم النبیین ہیں، فرشتے کہیں گے: تم نے سچ کہا۔ (الدرالمنثور ج ۸ ص ۴۳' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ)

۳۹: حضرت عبداللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: جب تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر درود پڑھو تو اچھی طرح پڑھو، تم کو علم نہیں ہے شاید یہ درود آپ پر پیش کیا جائے گا۔ لوگوں نے کہا: اے ابو عبدالرحمٰن! آپ ہمیں تعلیم دیجیے، انہوں نے کہا: تم اس طرح درود پڑھو:
اللهم اجعل صلواتك ورحمتك وبركاتك على سيد المرسلين و امام المتقين و خاتم النبيين محمد عبدك ورسولك امام الخير وقائد الخير و رسول الرحمة. (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۹۰۶۔۔۔مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۵۲۶۷۔۔۔المستدرک ج ۲ ص ۲۶۹)

۴۰: حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) نے شفاعت کبریٰ کے متعلق ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس کے آخر میں ہے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے: میں شفاعت کا اہل نہیں ہوں، میری اللہ کے سوا پرستش کی گئی ہے، آج مجھے صرف اپنی فکر ہے، یہ بتاؤ کہ اگر کسی سیل بند برتن میں کوئی چیز ہو تو کیا کوئی شخص سیل توڑے بغیر اس کو کھول سکتا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: پس (سیدنا) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین ہیں اور وہ یہاں موجود ہیں۔ اللہ نے ان کے اگلے اور پچھلے بہ ظاہر خلاف اولیٰ کام معاف فرمادیے ہیں۔
(مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۲۳۲۸۔۔۔مسند احمد ج ۱ ص ۲۸۱۔۔۔مسند الطیالسی رقم الحدیث: ۲۷۹۸)

۴۱: حضرت عمر بن الخطاب (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے گوہ (ایک چھوٹے جانور) سے پوچھا: میں کون ہوں؟ تو اس نے کہا: آپ رسول رب العالمین اور خاتم النبیین ہیں۔ (حافظ عسقلانی' علامہ آلوسی اور مفتی شفیع دیوبندی نے بھی اس حدیث سے استدلال کیا ہے)۔ (المعجم الصغیر رقم الحدیث: ۹۴۸۔۔۔مجمع الزوائد رقم الحدیث: ۱۴۰۸۶)

۴۲: ایاس بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: ابوبکر تمام لوگوں سے افضل ہیں؛ مگر وہ نبی نہیں ہیں۔ (الکامل لابن عدی ج ۶ ص ۴۸۴۔ دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۱۸ھ)

۴۳: حضرت ابوالطفیل (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میرے رب کے پاس میرے دس نام ہیں۔ راوی کہتے ہیں کہ مجھے ان میں سے آٹھ یاد ہیں: محمد، احمد، ابوالقاسم، الفاتح (نبوت کا افتتاح کرنے والا)، الخاتم (نبوت کو ختم کرنے والا)، العاقب (جس کے بعد کوئی نبی نہ آئے)، الحاشر (جمع کرنے والا)، الماحی (شرک کو مٹانے والا)۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۱ ص ۶۱، رقم الحدیث: ۲۰)

۴۴: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: جب حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر تورات نازل کی گئی تو انہوں نے اس میں اس اُمت کا ذکر پڑھا، پس انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات کی الواح میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں ہوگی اور قیامت کے دن سب پر مقدم ہوگی، اس کو میری امت بنادے۔ فرمایا: وہ امتِ احمد ہے۔ (دلائل النبول لابی نعیم ج ۱ ص ۶۸ رقم الحدیث: ۳۱)

۴۵: حضرت حسان بن ثابت (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے مدینہ کے ٹیلوں میں سے ایک ٹیلے پر دیکھا، ایک یہودی کے پاس آگ کا شعلہ تھا، لوگ اس کے گرد جمع تھے اور وہ یہ کہہ رہا تھا: یہ احمد کا ستارہ ہے جو طلوع ہوچکا ہے۔ یہ صرف نبوت کے موقع پر طلوع ہوتا ہے اور انبیا میں سے اب صرف احمد کا آنا باقی رہ گیا ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ج ۱ ص ۷۶۔۷۵، رقم الحدیث: ۳۵)

۴۶: حضرت نعمان بن بشیر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ انصاری (رضی اللہ عنہ) جب فوت ہوگئے تو ان پر جو کپڑا تھا اس کے نیچے سے آواز آرہی تھی، لوگوں نے ان کے سینہ اور چہرہ سے کپڑا ہٹایا تو ان کے منہ سے آواز آرہی تھی: محمد رسول اللہ النبی الامی خاتم النبیین ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ (رسائل ابن ابی الدنیا ج ۳ ص ۳۸۸، موسستہ الکتب الثقافیہ بیروت، ۱۴۱۴ھ)

۴۷: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں مذکور ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نبیوں نے حضرت جبریل سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا: هذا محمد رسول الله خاتم النبيين۔ یہ محمد رسول اللہ نبیوں کے سلسلے کو ختم کرنے والے ہیں۔ (مسند البزار ج ۱ ص ۴۰، رقم الحدیث: ۵۵۔۔۔مجمع الزوائد ج ۱ ص ۶۹)

اسی روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمام نبیوں کے خطاب کے بعد حسب ذیل خطبہ پڑھا:

الحمد لله الذی ارسلنی رحمة للعلمين و كافة للناس بشيرا ونذيرا وانزل علی الفرقان فيه تبيان كل شیء وجعل امتی خير امتی امة اخرجت للناس وجعل امتی وسطا وجعل امتی هم الاولون والاخرون وشرح لی صدری وجعلنی فاتحاو خاتما.

یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لیے ثواب کی بشارت دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا۔ اور مجھ پر قرآن نازل کیا جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔ اور میری امت کو تمام امتوں میں بہتر اور کامل بنایا جس کو لوگوں کے سامنے بھیجا گیا۔ اور میری امت کو (قیامت میں) اول اور (دنیا میں) آخر بنایا۔ اور میرے سینے کو کھول دیا اور مجھے نبوت کی ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔

اور اس حدیث کے آخر میں ہے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ (ﷺ) سے فرمایا:

قد اتخذتك خليلا وهو مكتوب فی التوراة محمد حبيب الرحمان وارسلتك الى الناس كافة وجعلت امتك هم الاولون وهم الاخرون وجعلت امتك لا تجوز لهم خطبة حتى يشهدوا انك عبدی و رسولی وجعلتك اول النبيين خلقا واخرهم بعثا (الى قوله) وجعلتك فاتحاو خاتما.

یعنی میں نے آپ کو خلیل بنایا۔ اور تورات میں لکھا ہوا ہے: محمد رحمان کے حبیب ہیں اور میں نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا۔ اور آپ کی امت کو اول اور آخر بنایا۔ اور جب تک آپ کی امت یہ گواہی نہ دے کہ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں، ان کا خطبہ جائز نہیں ہوگا۔ اور میں نے آپ کو پیدائش میں تمام نبیوں سے پہلے بنایا اور دنیا میں سب سے آخر میں بھیجا اور آپ کو نبوت کی کی ابتدا کرنے والا اور نبوت کو ختم کرنے والا بنایا۔ (مسند البزار ج۱ ص۴۴' رقم الحدیث:۵۵۔۔۔مجمع الزوائد ج۱ ص۷۱)

:۴۹ حضرت ابن زمل (رضی اللہ عنہ) نے ایک خواب دیکھا اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس خواب کی تعبیر بیان کرتے ہوئے فرمایا: رہی وہ اونٹنی جس کو تم نے خواب میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ میں اس اونٹنی کو چلا رہا ہوں تو اس سے مراد قیامت ہے، نہ میرے بعد کوئی نبی ہوگا اور نہ میری امت کے بعد کوئی امت ہوگی۔ (دلائل النبوۃ ج۷ ص۳۸' دارالکتب العلمیہ بیروت۔۔۔المعجم الکبیر رقم الحدیث:۸۱۴۶۔۔۔کنز العمال رقم الحدیث:۴۲۰۱۸)

حافظ اسماعیل بن عمر بن کثیر المتوفی ۷۷۴ھ نے سورۃ الواقعہ کی آیت ۱۳ کی تفسیر میں اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ج۴ ص۳۱۵' دارالفکر بیروت' ۱۴۱۹ھ)

:۵۰ حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے ارشاد فرمایا: نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اس طرح درود شریف پڑھا کرو:

لبيك اللهم ربى وسعديك صلوات الله البر الرحيم والملائكة المقربين والنبيين والصديقين والشهداء والصالحين وما سبح لك من شيء يا رب العلمين على محمد بن عبد الله خاتم النبيين وسيد المرسلين و امام المتقين و رسول رب العلمين الشاهد البشير الداعى اليك باذنك السراج المنير و (عليه السلام) . (الشفاء ج۲ ص۶۰' مطبوعہ دارالفکر بیروت' ۱۴۱۵ھ۔۔۔نسیم الریاض ج۵ ص۵۴۔۵۳' مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت' ۱۴۲۱ھ)

احادیث ختم نبوت کی صحیح تعداد

ہم نے پچاس احادیث صحیحہ و مقبولہ مکمل حوالہ جات کے ساتھ ذکر کی ہیں، جن میں ہمارے نبی سیدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے کی صاف تصریح ہے۔ ہم نے اس سلسلے میں مکرر احادیث کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ایسی احادیث کا ذکر کیا ہے جن کی ختم نبوت پر التزامی، تضمنی یا دوراز کار یا بعید دلالت ہو، اور نہ ہی محض تعداد بڑھانے اور بھرتی کے لیے احادیث کو جمع کیا ہے۔ اس کے برخلاف بعض علما نے ختم نبوت پر دو سو سے زائد احادیث جمع کی ہیں؛ لیکن ان میں اکثر احادیث مکررہ ہیں اور ایک حدیث کی عبارت جتنی کتابوں میں مذکور ہے اس حدیث کو اتنی بار شمار کر لیا گیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی نے اپنی کتاب ختم نبوت (ادارۃ المعارف کراچی ۱۴۱۹ھ) میں دو سو دس احادیث ذکر کی ہیں؛ لیکن اس کتاب میں مکررات کو الگ الگ حدیث شمار کیا گیا ہے۔ مثلاً ایک حدیث کی عبارت ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت علی (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا: کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے حضرت ہارون تھے؛ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

مفتی صاحب نے اس حدیث کو بارہ مرتبہ ان نمبروں سے ذکر کیا ہے: حدیث نمبر: ۷' حدیث نمبر: ۲۴' حدیث نمبر: ۳۸' حدیث نمبر: ۵۱' حدیث نمبر: ۵۲' حدیث نمبر: ۷۲' حدیث نمبر: ۷۳' حدیث نمبر: ۷۴' حدیث نمبر: ۷۵' حدیث نمبر: ۷۶' حدیث نمبر: ۸۲' حدیث نمبر: ۱۳۰۔ اس کے برخلاف ہم نے اس حدیث کو صرف ایک بار متعدّد کتب حدیث کے حوالے سے حدیث نمبر: ۵ میں ذکر کیا ہے۔ اسی طرح اور کئی احادیث مکررہ ہیں، جن کے الگ الگ نمبر ڈالے گئے، جن میں حضرت ابن زمل کے خواب والی حدیث، تیس دجالوں والی حدیث، عاقب والی حدیث اور کئی دیگر احادیث وغیرہ۔

نبی رحمت (ﷺ) کے بعد مدّعی نبوت کی تصدیق کرنے والوں کو فقہائے اسلام کا کافر اور مرتد قرار دینا

ہم نے گزشتہ سطور میں یہ لکھا ہے کہ اس بات پر اُمت مسلمہ کا اجماع ہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آخری نبی ہیں اور یہ قرآن مجید کی صریح آیات اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے اور اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

امام محمد بن محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ اس مسئلے پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

ہمیں اجماع اور مختلف قرائن سے یہ معلوم ہوا ہے کہ لا نبی بعدی سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبوت کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے اور خاتم النبیین سے مراد بھی مطلق انبیا ہیں۔ غرض ہمیں یقینی طور پر معلوم ہوا کہ ان لفظوں میں کسی قسم کی تاویل اور تخصیص کی گنجائش نہیں ہے اور جو شخص اس حدیث میں تاویل یا تخصیص کرے وہ اجماع کا منکر ہے۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد (مترجم) ص ۱۶۳ ' محصلًا ' مطبوعہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور)

قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں :

اسی طرح ہم اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ یا آپ کے بعد کسی نبوت کا دعویٰ کرے (الی قولہ) اسی طرح ہم اس شخص کو کافر کہتے ہیں جو یہ دعویٰ کرے کہ اس کی طرف وحی کی جاتی ہے، خواہ وہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے، پس یہ سب لوگ کافر ہیں اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تکذیب کرنے والے ہیں؛ کیونکہ نبی غیب داں (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اور آپ نے اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنایا گیا ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ یہ کلام اپنے ظاہر پر محمول

ہے اور اس کا ظاہر مفہوم مراد ہے اور اس کلام میں کوئی تاویل یا تخصیص نہیں ہے، اور ان لوگوں کا کفر قطعی اجماعی اور سماعی ہے۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۳۸۔ ۲۴۷، مطبوعہ دارالفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ اور ملا علی سلطان محمد القاری الحنفی المتوفی ۱۰۱۴ھ نے بھی الشفاء کی اس عبارت کو مقرر رکھا ہے۔ (نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۵۶۔ ۳۵۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ۔۔۔ شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۱۶۔ ۵۱۵، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۲۱ھ)

نیز قاضی عیاض بن موسیٰ مالی متوفی ۵۴۴ھ لکھتے ہیں :

عبدالملک بن مروان الحارث نے نبوت کے دعویٰ دار ایک شخص کو قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا اور متعدّد خلفا اور بادشاہوں نے اسی طرح مدعیان نبوت کو قتل کیا اور اس زمانہ کے علما نے ان کے اس اقدام کو صحیح قرار دیا۔ (الشفاء ج ۲ ص ۲۴۵، دارالفکر بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ خفاجی حنفی نے اس کی شرح میں کہا: کیونکہ مدعیان نبوت نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ آپ خاتم الرسل ہیں اور آپ کے بعد کوئی رسول مبعوث نہیں ہوگا۔ (نسیم الریاض ج ۶ ص ۳۹۴ بیروت)

ملا علی قاری حنفی نے لکھا کہ ان مدعیان نبوت کو ان کے کفر کی وجہ سے قتل کیا گیا۔

(شرح الشفاء ج ۲ ص ۵۳۴)

علامہ ابوالحیان محمد بن یوسف غرناطی اندلسی متوفی ۷۵۴ھ لکھتے ہیں:

جس کا یہ مذہب ہے کہ نبوت کسبی ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی یا جس کا یہ مذہب ہے کہ ولی، نبی سے افضل ہے وہ زندیق ہے اور اس کا قتل کرنا واجب ہے، اور کئی لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ان کو لوگوں نے قتل کر دیا۔ اور ہمارے زمانے میں مالقہ (اندلس کا شہر) کے فقراء میں سے ایک شخص نے نبوت کا دعوی کیا تو اس کو سلطان ابن الاحمر بادشاہ اندلس نے قتل کر دیا اور اس کو سولی پر لٹکا دیا۔ (البحر المحیط ج ۸ ص ۴۸۵، دارالفکر بیروت، ۱۴۱۲ھ)

علامہ محمد الشربینی الشافعی من القرن السابع لکھتے ہیں:

جو شخص ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی مدعی نبوت کی تصدیق کرے وہ کافر ہے۔ (مغنی المحتاج ج ۴ ص ۱۳۵' مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۳۵۲ھ)

علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ لکھتے ہیں:

جس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا یا جس شخص نے کسی مدعی نبوت کی تصدیق کی وہ مرتد ہو گیا' کیونکہ جب مسیلمہ نے دعویٰ نبوت کیا اور اس کی قوم نے اس کی تصدیق کی تو وہ سب اس کی تصدیق کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئے۔ اسی طرح طلیحہ الاسدی اور اس کے مصدقین بھی مرتد ہو گئے اور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی حتیٰ کہ تیس کذاب نکلیں گے اور ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ (المغنی ج ۹ ص ۳۳' مطبوعہ دارالفکر بیروت' ۱۴۰۵ھ)

امام غزالی کی 'الاقتصاد' کی عبارت پر فقہاے اسلام کے تبصرے

امام محمد بن محمد الغزالی الشافعی المتوفی ۵۰۵ھ لکھتے ہیں:

نظام معتزلی اور اس کے موافقین صریح خبر متواتر کو دین میں حجت قطعیہ مانتے ہیں اور اجماع کے حجت قطعیہ ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ نظام نے کہا: اس پر کوئی عقلی یا شرعی قطعی دلیل نہیں ہے کہ اہل اجماع پر خطا محال ہے، اور نظام کا یہ قول تابعین کے اجماع کے مخالف ہے؛ کیونکہ ہم کو معلوم ہے کہ ان کا اس پر اجماع ہے کہ جس بات پر صحابہ کرام نے اجماع کیا ہے وہ قطعی حق ہے اور اس کا خلاف ممکن نہیں ہے۔ پس نظام معتزلی نے اجماع کی حجیت کا انکار کر کے اجماع کے خلاف کیا۔

اور یہ ایک اجتہادی امر ہے اور میرے اس میں کئی اعتراض ہیں؛ کیونکہ اجماع کے حجت ہونے میں کئی اشکالات ہیں اور یہ نظام کے عذر ہونے کی گنجائش رکھتا ہے؛ لیکن اگر اجماع کے حجت ہونے پر عدم اعتماد کا دروازہ کھول دیا جائے تو اس سے کئی خرابیاں لازم آئیں گی۔

ان خرابیوں میں سے بڑی خرابی یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہمارے نبی سیدنا محمد (ﷺ) کے بعد بھی کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن ہے تو اس کی تکفیر میں توقف کرنا بعید ہوگا۔ اور اس کو کافر کہنے کی بنا لامحالہ اجماع کی مخالفت پر رکھی جائے گی؛ کیونکہ آپ کے بعد کسی نبی کی بعثت کو عقل محال نہیں قرار دیتی، اور وہ جو حدیث میں ہے لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور قرآن مجید میں خاتم النبیین ہے، تو منکر اجماع اس کی تاویل سے عاجز نہیں ہے، وہ کہہ سکتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ آپ اولوالعزم رسولوں کے خاتم ہیں، مطلقاً الانبیا کے خاتم نہیں ہیں۔

اور اگر اس پر اصرار کیا جائے کہ النبیین عام ہے تو عام کی تخصیص کرنا بھی کوئی مستبعد چیز نہیں ہے۔ اور یہ جو آپ کا ارشاد ہے کہ 'میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا' تو اس حدیث میں آپ نے رسول کے آنے کی نفی نہیں کی ہے اور نبی اور رسول میں فرق کیا گیا ہے اور نبی کا مرتبہ رسول سے بلند ہے۔ منکر اجماع کے پاس اس طرح کے اور بھی ہذیان ہیں۔

اس قسم کے فضول ہذیانوں کی وجہ سے ہمارے لیے یہ دعویٰ کرنا ممکن نہیں ہے کہ محض خاتم النبیین کا لفظ اس پر دلیل ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اور بعض نصوص صریحہ میں اس سے بھی زیادہ بعید تاویلات کی جاتی ہیں؛ لیکن ان بعید تاویلات کی وجہ سے وہ نصوص باطل نہیں ہوتیں۔

تاہم اس منکر اجماع کو اس طرح روکا جائے گا کہ تمام امت نے بالاجماع اس لفظ (خاتم النبیین) سے یہی معنی سمجھا ہے (کہ آپ کے بعد کسی نبی کا مبعوث ہونا ممکن نہیں ہے) اور آپ کے احوال کے قرائن سے بھی یہی بات مفہوم ہوتی ہے کہ آپ کے بعد کبھی بھی کوئی رسول نہیں آسکتا اور اس میں کوئی تاویل اور تخصیص نہیں ہو سکتی اور اس بات کا انکار وہی کرے گا جو اجماع کا منکر ہوگا۔ (الاقتصاد فی الاعتقاد ص ۲۷۳۔۲۷۲، دار و مکتبۃ الہلال بیروت، ۱۹۹۳ء)

ہر چند کہ امام غزالی کے نزدیک سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی اور نبی کا آنا کبھی بھی ممکن نہیں ہے اور اس آیت میں تاویل کرنا اور اسی طرح اس حدیث میں تخصیص کرنا ان کے نزدیک باطل اور ہذیان ہے؛ لیکن اس کو کافر قرار دینے میں ان کو تامل ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کی تکفیر اجماع کی بنا پر ہوگی اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعی نہیں ہے اور جب تک اجماع کو ساتھ نہ ملایا جائے، صرف خاتم النبیین کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد اور کوئی نبی نہیں آسکتا۔ ہاں! اس پر تمام امت کا اجماع ہے؛ لیکن ان کے نزدیک اجماع حجت قطعی نہیں ہے کہ اس کے منکر کو کافر قرار دیا جائے۔

علامہ ابو عبداللہ قرطبی متوفی ۶۶۸ھ نے امام غزالی کی اس عبارت سے اتفاق نہیں کیا اور اس پر حسب ذیل تبصرہ کیا ہے:

الغزالی نے اپنی کتاب ''الاقتصاد'' میں اس آیت کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ میرے نزدیک الحاد ہے اور سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ختم نبوت کے متعلق مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالتا ہے اور یہ بہت خبیث راستہ ہے، سو اس نظریے سے بچو، اس نظریے سے بچو' اور اللہ ہی اپنی رحمت سے ہدایت دینے والا ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن جز ۱۴ص ۱۷۸' دارالفکر بیروت' ۱۴۱۵ھ)

اور علامہ محمد بن خلیفہ الوشتانی الابی المالکی المتوفی ۸۲۸ھ نے علامہ قرطبی کی عبارت پر یہ تبصرہ کیا ہے:

الغزالی نے ختم نبوت کے متعلق جو اس آیت میں ذکر کیا ہے وہ الحاد ہے اور مسلمانوں کے عقیدۂ ختم نبوت کو تشویش میں ڈالنے کے لیے خبیث طریقہ ہے، سو اس نظریے سے بچو، اس نظریہ سے بچو۔ یہ ابن بزیزہ کی عبارت ہے۔

امام غزالی کی عبارت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے جو ختم نبوت کے عقیدہ کے خلاف وہم پیدا کرے۔ امام غزالی کے حاسدین نے ان کی طرف یہ تہمت لگائی ہے، اور ابن عطیہ نے ان پر

یہ حملہ کیا ہے اور امام غزالی اس تہمت سے بری ہیں، اور انہوں نے اپنی تحریروں میں اس بدعقیدگی سے براءت کا اظہار کیا ہے؛ کیونکہ یہ بات تو مبتدعین کہتے ہیں کہ نبوت کسبی چیز ہے اور انہوں نے اس مشہور حدیث سے استدلال کیا ہے جس میں ایک جملہ کو زائد ڈال دیا گیا ہے:
"عنقریب میرے بعد تیس ایسے آدمیوں کا ظہور ہوگا جن ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا مگر جس کو اللہ چاہے" اس آخری جملہ (مگر جس کو اللہ چاہے) کو محمد بن سعید شامی نے زائد کیا تھا اور اس کو اس کی زندیقی کی بنا پر سولی دے گئی۔

بعض لوگوں نے حضرت عیسیٰ کے نزول کی وجہ سے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے؛
مگر اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) زمین والوں کی طرف رسول بن کر اور مبعوث ہوکر نازل نہیں ہوں گے۔ (اکمال اکمال المعلم ج ۱ ص ۲۰۷۔۲۰۶، ج ۸ ص ۲۳۔۲۲، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

علامہ ابی کے شاگرد علامہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی الحسنی نے بھی حسب معمول اس متہم عبارت کو بعینہ نقل کیا ہے۔ (مکمل اکمال الاکمال مع شرح الابی ج ۱ ص ۲۰۷۔۲۰۶، ج ۸ ص ۲۳۔۲۲، دارالکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۵ھ)

امام غزالی کی ظاہر عبارت پر بہر حال یہ اعتراض ہوتا ہے کہ ان کو انکار ختم نبوت کو کفر قرار دینے میں تامل ہے، وہ کہتے ہیں کہ اس کا کفر ہونا اجماع سے ثابت ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک حجت قطعیہ نہیں ہے۔ تاہم وہ آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو باطل اور ہذیان قرار دیتے ہیں۔ امام غزالی کو اعتراض سے بچانے کے لیے بعض علما نے امام غزالی کی عبارت کا صرف اتنا حصہ ہی نقل کیا ہے۔

مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں:

بے شک امت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔ (ختم نبوت (کامل) ص ۳۲۹' ادارۃ المعارف کراچی' ۱۴۱۹ھ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی المتوفی ۱۳۴۰ھ نے امام غزالی سے اعتراض اٹھانے کے لیے ان کی عبارت میں تصرف کرکے اس عبارت کو یوں نقل کیا ہے:

یعنی تمام امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوۃ والتحیۃ نے لفظ خاتم النبیین سے یہی سمجھا کہ وہ بتاتا ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کبھی کوئی نبی نہ ہوگا، حضور کے بعد کوئی رسول نہ ہوگا اور تمام امت نے یہی مانا کہ اس لفظ میں نہ کوئی تاویل ہے کہ آخر النبیین کے سوا خاتم النبیین کے کچھ اور معنی گھڑے، نہ اس عموم میں کچھ تخصیص ہے کہ حضور کے ختم نبوت کو کسی زمانہ یا زمین کے کسی طبقہ سے خاص کیجئے اور جو اس میں تاویل اور تخصیص کو راہ دے اس کی بات جنون یا نشے یا سرسام میں بہکنے برانے یا بکنے کے قبیل سے ہے، اسے کافر کہنے سے کچھ ممانعت نہیں کہ وہ آیت قرآن کی تکذیب کررہا ہے جس میں اصلاً تاویل و تخصیص نہ ہونے پر امت مرحومہ کا اجماع ہو چکا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۱۵ ص ۶۴۷ طبع جدید' رضا فاؤنڈیشن لاہور' ۱۴۲۰ھ)

اعلیٰ حضرت پر یہ اعتراض نہ کیا جائے کہ انہوں نے امام غزالی کی عبارت میں تحریف کی ہے اور تکفیر کے لفظ کا اضافہ کیا ہے؛ کیونکہ اعلیٰ حضرت نے تمام امت کے اجماع کی بنا پر ختم نبوت میں تاویل اور تخصیص کو امام غزالی کے نزدیک کفر کہا ہے اور اجماع امت کی بنا پر امام غزالی بھی اس کو کافر کہتے ہیں؛ البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ اجماع امت سے صرفِ نظر کرکے صرف خاتم النبیین کے لفظ سے اس کے منکر کا کفر ثابت نہیں ہوگا اور اجماع ان کے نزدیک قطعی حجت نہیں ہے۔ بہر حال! یہ ایک علمی اصلاح ہے اور امام غزالی کے نزدیک بھی آیت ختم نبوت اور حدیث ختم نبوت میں کوئی تاویل اور تخصیص جائز نہیں ہے۔

منکرینِ ختم نبوت کا اجمالی جائزہ

اس وقت دنیا میں بہائی اور قادیانی ہیں جو ختم نبوت کے منکر ہیں۔ یا امریکا میں کچھ لوگ ہیں جو علی جاہ کی نبوت کے قائل ہیں۔ بہائی اور علی جاہ کے پیرو کار بہت کم تعداد میں ہیں، سب سے زیادہ قادیانی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کے پیرو کار ہیں۔ ان کے دو فرقے ہیں، ان کی غالب اکثریت مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی اور رسول مانتی ہے۔

دوسرا فرقہ مرزا قادیانی کو مجدد اور محدث مانتا ہے، اس کو لاہوری جماعت کہا جاتا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مرزا کو الہام اور وحی میں اشتباہ ہوگیا، قادیانی فرقہ ان کو کافر کہتا ہے بلکہ وہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، ان کے نزدیک جو بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان نہ لائے وہ کافر ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی مشرقی پنجاب کے ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں قادیان میں ۱۸۴۰ء میں پیدا ہوا، وہ لکھتا ہے کہ جب اس کی عمر چالیس سال کی ہوگئی تو اس پر زور شور سے مکالماتِ الہیہ کا سلسلہ شروع ہوا۔ (کتاب البریہ ص ۱۳۶)

۱۸۸۰ء میں مرزا ایک مبلغ کی حیثیت سے ظاہر ہوا، پھر اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے یہ کہا کہ اس کو الہام کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے قرب قیامت میں آسمان سے نازل ہونے اور اب تک زندہ ہونے کا جو مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے وہ غلط ہے۔ اور اس عقیدہ کو ختم نبوت کے منافی قرار دیا۔

۱۸۹۰ء تک برابر کہتا رہا کہ میرے نزدیک نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم النبیین اور آخری نبی ہیں، پھر اس نے خود کو مثل مسیح اور مسیح موعود قرار دیا۔

۱۸۹۱ء میں اس نے نبوت کا دعویٰ کیا، اور ۱۹۰۸ء تک اس دعوی پر قائم رہا، اور اسّی سال کی عمر میں قے اور اور ہیضہ میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

ان تمام عنوانات پر پروفیسر محمد الیاس برنی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی کتاب ”قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ“ میں خود مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر صنادید مرزائیوں کی تصانیف کے حوالوں سے لکھا ہے۔ ہم قارئین کی معلومات کے لیے اس کتاب کے ان اقتباسات کو پیش کررہے ہیں، جن سے خود مرزا اور دیگر صنادید کے حوالوں سے مرزا کا محدث کا دعویٰ کرنا، پھر مثیل موعود کا دعویٰ کرنا، اور ختم نبوت کا اقرار کرنا، اور پھر نبوت کا دعویٰ کرنا، اور ختم نبوت کا انکار کرنا واضح ہوتا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ختم نبوت پر ایمان واصرار

”قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں؛ لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے، نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث لانبی بعدی میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کرکے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہوچکی تھی، پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کردیا جائے؛ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے، اس کی وحی ہوئی۔“ (ایام صلح“ ص۱۴۶ ” روحانی خزائن“ ص۳۹۲۔۳۹۳‘ ج۱۴ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

”اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کردے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کرچکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کردے اور ان پر بڑھادے“۔ (ترجمہ) (”آئینہ کمالات اسلام“ ص۳۷۷“ روحانی خزائن“ ص۳۷۷ ج۵‘ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

”اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرئیل (علیہ السلام) کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہوجائے اور ایک نئی کتاب اللہ‘ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہوجائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا

ہے"۔ (فتدبر) ("ازالہ اوہام" حصہ دوم ص ۵۸۳ "روحانی خزائن" ص ۴۱۴ ج ۳' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اور اللہ تعالیٰ کے اس قول ولکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین میں بھی ارشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والے زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لیے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں؛ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر وارد ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔" (ترجمہ) ("حمامۃ البشری" ۴۹' طبع اول' ص ۹۰' طبع دوم' روحانی خزائن" ص ۲۴۳۔۲۴۴' ج ۷' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔" (ترجمہ) (آئینہ کمالات اسلام ص ۲۱' روحانی خزائن ص ۲۱ ج ۵' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ختم ہوگئی"۔ (مرزا غلام احمد قادیانی کا اشتہار' مجموعہ اشتہارات ص ۲۳۰' ج امورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جالد دوم ص ۲)

محدثیت سے نبوت تک ترقی

"ہمارے سید و رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی نبی نہیں آسکتا۔ اس لیے اس شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔" (شہادت القرآن ص ۲۸' روحانی خزائن ص ۳۲۳۔۳۲۴' ج ۶' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں"۔ (ترجمہ) (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳' روحانی خزائن ص ۳۸۳' ج ۵' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

"میں نے ہرگز نبوت کا دعوی نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں؛ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے۔" (ترجمہ) (حمامۃ البشری ص ۹۶' روحانی خزائن ص ۲۹۶۔۲۹۷' ج ۷' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں؛ لیکن بالقوۃ' بالفعل نہیں تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوجاتا تو وہ بھی نبی ہوجاتا ہے"۔

(حمامۃ البشری ص ۹۹' روحانی خزائن ص ۳۰۰' ج ۷' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۴۲۱' روحانی خزائن ص ۳۲۰ ج ۳' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اس (محدثیت) کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم آگیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۴۲۲، روحانی خزائن ص ۳۲۱ ج ۳، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مسیح موعود کی اہمیت

"اول تو یہ جاننا چاہیے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں ہے جو ہمارے ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیشگوئیوں میں سے یہ ایک پیش گوئی ہے جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئی بیان نہیں کی گئی تھی، اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہو گیا"۔ (ازالہ اوہام طبع اول ص ۱۴۰، روحانی خزائن ص ۱۷۱ ج ۷، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

"اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے کہ مسیح کا مثل بھی نبی چاہیے، کیونکہ مسیح نبی تھا تو اس کا اول جواب تو یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لیے ہمارے سید و مولیٰ نے نبوت شرط نہیں ٹھہرائی بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہو گا اور عام مسلمانوں کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہو گا اور اس سے زیادہ کچھ بھی ظاہر نہیں کرے گا کہ میں مسلمان ہوں اور مسلمان کا امام ہوں۔" (توضیح المرام ص ۱۹، روحانی خزائن ص ۵۹، ج ۳ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مثیل مسیح بننے پر قناعت

"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک کو دوسرے سے بہ شدت مناسبت و مشابہت ہے۔" (اشتہار مندرج تبلیغ رسالت، جلد اول ص ۱۵، مجموعہ اشتہارات ص ۲۴ ج ۱)

مرزا صاحب حقیقی نبی

"در حقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنوں کی رو سے نبی ہو اور نبی کہلانے کا مستحق ہو' تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے"۔ (القول افصل ص ۱۲' مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"پس شریعت اسلام نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا) صاحب ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں' بلکہ حقیقی نبی ہیں"۔ (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۷۴' مصنف میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان)

"حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح بڑھ چڑھ کر رہے"۔ (کشف الاختلاف ص ۷' مصنف سید محمد سرور شاہ صاحب قادیانی)

"حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے زمانے میں' میں نے اپنی کتاب "انوار اللہ" میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں جیسے حضرت موسیٰ و عیسیٰ (علیہما السلام) و آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نبی ہیں (لانفرق بین احد من رسلہ) ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہ تھے۔"

یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا" آپ نے ہماری طرف سے حیدر آباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔" (اخبار الفضل قادیان ج ۳ ص ۳۸۔۳۹' مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۱۵ء)

"غرضیکہ یہ ثابت شدہ امر ہے کہ مسیح موعود (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی صاحب) اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے نبی اللہ کے

نام سے پکار اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ نے اپنی وحی میں یاایھاالنبی کے الفاظ سے مخاطب کیا"۔

(کلمۃ الفصل مصنف صاحب زادہ بشیر احمد صاحب قادیانی' مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۱۱۴' نمبر ۳' جلد ۱۴)

"محترم ڈاکٹر صاحب! اگر آپ حضرات (یعنی لاہوری جماعت) صرف مسئلہ خلافت کے منکر ہوتے تو مجھے رنج نہ ہوتا کیونکہ آپ سے پہلے بھی ایک گروہ خوارج کا موجود ہے مگر غضب تو یہ ہے کہ آپ حضرت اقدس (مرزا صاحب) کو مسیح موعود' مہدی نبی نہیں مانتے۔ اگر حضرت مرزا صاحب نبی نہیں تھے تو مسیح موعود بھی نہ تھے۔ (نعوذ باللہ) اور اس لیے آپ کا ماننا نہ ماننا برابر ہے اور ضرور حقیقی نبی تھے اور خدا کی قسم ضرور بہ ضرور نبی تھے اور آپ کے مخالف حضرات کا بھی وہی حشر ہوگا جو دیگر انبیاء کے مخالفین کا۔ میں اس عقیدہ پر علی وجہ البصیرت قائم ہوں۔" (مکتوب محمد عثمان خان صاحب قادیانی' مندرجہ المہدی نمبر ا' ص ۵۴' مولف حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

ختم نبوت کی تجدید

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہوسکتا؛ کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے کہ وہ نبوت صحیح نہیں۔

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸' جلد ۱۲' صفحہ ۲۵' بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ حدیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا، وہ پیش گوئی پوری ہوجائے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱' روحانی خزائن ص ۴۰۶-۴۰۷' ج ۲۲' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر نبوت ختم کی گئی ہے؛ اس لیے آپ کے بعد اس کے سوا کوئی نبی نہیں جسے آپ کے نور سے منور کیا گیا ہو اور جو بارگاہ کبریائی سے آپ کا

وارث بنایا گیا ہو۔ معلوم ہوا کہ ختمیت ازل سے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دی گئی، پھر اس کو دی گئی جسے آپ کی روح نے تعلیم دی اور اپنا ظل بنایا۔ اس لیے مبارک ہے وہ جس نے تعلیم دی اور وہ جس نے تعلیم حاصل کی' پس بلاشبہ حقیقی حتمیت مقدر تھی چھٹے ہزار میں جو رحمان کے دنوں میں سے چھٹا دن ہے۔ (ماالفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبۃ الہامیہ ص ب' روحانی خزائن ص ۳۱۰' ج ۱۶' مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اسی طرح مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا کیا گیا۔ (ماالفرق فی آدم والمسیح الموعود۔ ضمیمہ خطبۃ الھامیہ ص ج' روحانی خزائن ص ۳۱۰' ج ۲۲' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔ (تشحیذ الاذہان قادیان' نمبر ۸' جلد ۱۲ ص ۱۱' ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

ولٰکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین۔ اس آیت میں ایک پیش گوئی مخفی ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مہر لگ گئی ہے۔ اور بجز بروزی وجود کے' جو خود آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجود ہے' کسی میں یہ طاقت نہیں کہ جو کھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا' وہ میں ہوں' اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا' سو وہ ظاہر ہو گیا۔ بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱' روحانی خزائن ص ۲۱۵ ج ۱۸' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

ہلاک ہو گئے وہ جنھوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری

نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔ (کشتی نوح ص ۵۶، روحانی خزائن ص ۶۱ ج ۱۹، مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

بروزی کمالات گویا مرزا صاحب خود سیدنا محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات

غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وآخرین منھم لما یلحقوا بھم۔ (اشتہار، ایک غلطی کا ازالہ، روحانی خزائن، ص ۲۱۴۔۲۱۵، ج ۱۸، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دہم، مجموعہ اشتہارات مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

ہم بار بالکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے کمالات معتدبہ کے اظہار و اثبات کے لیے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے، سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تاکہ میں آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فیوض کا کامل نہ ٹھہروں۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴، روحانی خزائن ص ۳۴۰ ج ۲۳، حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد' جو در حقیقت "خاتم النبیین" تھے، رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے؛ کیونکہ میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیہ واخرین منہم لما یلحقوا بھم۔ بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہو(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (ایک غلطی کا ازالہ' روحانی خزائن ص ۲۱۲' ج ۱۸' مصنف مرزا غلام احمد قادیانی)

یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں تاوقتیکہ وہ مسیح موعود کی صداقت پر ایمان نہ لائیں جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا۔

وہ وہی فخر اولین و آخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر دیا گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک و ملل عالم کے لیے تھی۔ (اخبار الفضل قادیان' ج ۳' نمبر ۴۱' مورخہ ۲۶' ستمبر ۱۹۱۵ء)

مرزا صاحب کا دعویٰ کہ وہ تشریعی نبی ہیں

یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہو گیا۔ میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا

فروجھم ذٰلک ازکی لھم یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ اور اس پر تیس برس کی مدت بھی گزر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ان ھذا لفی الصحف الاولی صحف ابراھیم و موسیٰ یعنی قرآنی تعلیم توارات میں بھی موجود ہے۔ (اربعین نمبر ۴' ص ۷' ۸۳' روحانی خزائن ص ۴۳۵۔۴۳۶ ج ۱۷)

چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے اس لیے خداتعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے پر ہوتی ہے' فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لیے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔ (حاشیہ اربعین نمبر ۴' ص ۷' ۸۳' روحانی خزائن ص ۴۳۵' ج ۱۴' حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

مرزا صاحب کا جہاد کو منسوخ قرار دینا

جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خداتعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت موسیٰ کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کیے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے وقت میں بچوں اور بڈھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لیے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔

(اربعین نمبر ۴' ص ۱۵' حاشیہ روحانی خزائن ص ۴۴۳' ج ۱۷ حاشیہ مصنف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا، خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے' وہ اس رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی نافرمانی کرتا ہے، جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر

تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔ (تبلیغ رسالت ج ۹، ص ۴۷، مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۵ ج ۳)

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(اعلان مرزا غلام احمد قادیانی صاحب، مندرجہ تبلیغ رسالت جلد نہم، مولف میر قاسم علی صاحب قادیانی ص ۴۹، مجموعہ اشتہارات ص ۲۹۸۔۲۹۷، ج ۳، روحانی خزائن ص ۷۷ ج ۷)

۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء کو جب مملکت پاکستان قائم ہو گئی تو مسلمانوں کو اس مسئلہ سے بے چینی ہوئی کہ قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مان کر اسلام سے نکل چکے ہیں اور وہ خود بھی اہل اسلام کو کافر کہتے ہیں، ان کا اس ملک میں بہ حیثیت مسلمان رہنا اور اس مملکت کے کلیدی عہدوں پر فائز رہنا کس طرح جائز ہے۔ پاکستان کے ہر طبقہ اور ہر مکتب فکر کے مسلمانوں کا متفقہ مطالبہ تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے پس ۱۹۵۳ء میں پاکستان کے تمام علما کی طرف سے اس سلسلے میں زبردست تحریک چلائی گئی۔

۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت

مولانا محمد صدیق ہزاروی مجاہد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالستار خاں نیازی (رحمۃ اللہ علیہ) کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

برکت علی اسلامیہ ہال لاہور میں آل مسلم پارٹیز کنونشن منعقد ہوا۔ اس کنونشن نے کراچی کے مرکزی کنونشن کے لیے مندوبین منتخب کیے۔ ۲۰۔۲۱ جنوری ۱۹۵۳ء کو کراچی میں مرکزی کنونشن منعقد ہوا، جس میں مطالبات مرتب کیے گئے:

۱: وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کو برخاست کیا جائے۔

۲: قادیانیوں کو کافر اقلیت قرار دیا جائے۔

۳: قادیانیوں کو کلیدی اسامیوں سے الگ کیا جائے۔

تحریک ختم نبوت میں آپ نے مثالی کردار ادا کیا۔ آپ کو اس تحریک میں خصوصیت حاصل تھی، وہ یہ کہ آپ آسمبلی کے ممبر تھے۔ نیز تحریک پاکستان میں کام کرنے کی وجہ سے مسلم لیگی کارکنوں سے آپ کے گہرے تعلقات تھے۔

مجلس عمل تحفظ ختم نبوت نے کراچی میں کنونشن کیا تو اس کے تیرہ نمائندوں میں آپ کا نام بھی تھا؛ لیکن آپ کو اس میں شامل نہ کیا گیا؛ کیونکہ انہیں آپ کی تیزی طبع کی وجہ سے خطرہ تھا کہ وقت سے پہلے تصادم نہ ہو جائے۔

جب تحریک تیز ہوئی اور مجلس عمل کے نمائندے خواجہ ناظم الدین سے کراچی میں ملاقات کرنے گئے تو مورخہ ۲۵/ فروری ۱۹۵۳ء کو انہیں گرفتار کر لیا گیا۔

گرفتاری اور پھانسی: آپ کا پروگرام تھا کہ قصور سے بس کے ذریعے آسمبلی گیٹ تک پہنچ جائیں اور آسمبلی میں تقریر کر کے ممبران آسمبلی کو تحریک کے بارے میں مکمل تفصیلات سے آگاہ کر دیں؛ لیکن قصور میں آپ جن لوگوں کے پاس ٹھہرے ہوئے تھے، انہوں نے غداری کرتے ہوئے ملٹری کو بتا دیا' آپ صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے کہ اپنے کارکن مولوی محمد بشیر مجاہد کے ہمراہ گرفتار کر لیے گئے۔

قصور سے گرفتار کر کے آپ کو لاہور شاہی قلعہ لایا گیا، جہاں سے بیانات لینے کے بعد ۱۲/ اپریل کو آپ جیل منتقل کر دیے گئے اور آپ کو چارج شیٹ دے دی گئی۔ ملٹری کورٹ میں کیس چلا' جو ۱۷/ اپریل کو شروع ہوا اور مئی تک چلتا رہا۔

۷؍ مئی کی صبح کو سپیشل ملٹری کورٹ کا ایک آفیسر اور ایک کیپٹن آپ کو بلا کر ایک کمرے میں لے گئے، جہاں قتل کے نو اور ملزم بھی تھے؛ مگر ڈی ایس پی فردوس شاہ قتل کا کیس ثابت نہ ہو سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔

دوسرا کیس بغاوت کا تھا جس میں آپ کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا جو اس طرح تھا:

you will be hanged by neck till you are dead.

"تمھاری گردن پھانسی کے پھندے میں اس وقت تک لٹکائی جائے گی، جب تک تمھاری موت نہ واقع ہو جائے۔"

Is that all? I was prepared to take more than that. If I would have got One hundred thousan lives. I would have laid down those lives for the cause Of Holy Prophet Mohammad may the peace Glory Of God be Upon Him.

یہی کچھ سزا لائے ہو، اگر میرے پاس ایک لاکھ جانیں ہوتیں، تو میں ان کو محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات پر قربان کر دیتا۔

۱۴؍ مئی کو آپ کی سزائے موت عمر قید میں تبدیل کر دی گئی اور پھر مئی ۱۹۵۵ء کو آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا گیا۔ (تعارف علماء اہل سنت ص ۱۶۴، ۵۷ ملخصاً مکتبہ قادریہ لاہور، ۱۳۹۹ھ)

تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۵ جمادی الاولیٰ، ۲۰ جولائی ۱۳۹۰ھ، ۱۹۷۰ء) اور دیگر علمائے اہلسنت کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے۔ آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ شاہ احمد نورانی پیش پیش تھے۔ گرفتاری کے لیے رضاکاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لیے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا، آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹۶۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا تھا۔ آپ نے یحییٰ خان (اس وقت کا صدر) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمھارا قادیانی مشیر ایم ایم احمد پاکستان کی معیشت کو تباہ کررہا ہے، جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔ (تعارف علماء اہل سنت ص ۳۹۔۳۸' مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۹ھ)

۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت

تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خاطر قومی آسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے جو قرار داد ۳۰/ جون ۱۹۷۴ء کو پیش کی گئی، اس کا سہرا بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے، اس قرار داد پر حزب اختلاف کے بائیس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کیے، البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبدالحکیم نے اس قرار داد پر دستخط نہیں کیے۔ اس تحریک میں آپ کو قومی آسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا اور آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔

آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر آسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے کے علاوہ ممبروں سے ذاتی رابطہ بھی قائم کیا اور ختم نبوت کے مسئلہ سے انہیں آگاہ کیا۔

اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریباً چالیس ہزار میل کا دورہ کیا۔ ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سینکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔ (تعارف علماء اہل سنت ص ۳۹' مکتبہ قادریہ لاہور ' ۱۳۹۹ھ)

سید محمد حفیظ قیصر لکھتے ہیں:

پیپلز پارٹی کے جے رحیم اور شیخ رشید نے بہت ہنگامہ کیا؛ مگر وزیر اعظم بھٹو، مولانا شاہ احمد نورانی سے مکالمے کے دوران اپنے منشور کے اس جملے کی بنا پر شکست کھا چکے تھے کہ ”اسلام ہمارا دین ہے“۔ اب بھٹو کا موقف یہ تھا کہ اسلام کی بات ہے اور پیپلز پارٹی اس کی مخالفت نہیں کرے گی۔ آخر مولانا شاہ احمد نورانی کا سچا عشق رسول جیت گیا اور مرزا ناصر قومی آسمبلی میں

180 سوالات میں لاجواب ہو کر شکست سے دوچار ہوا۔ مرزائیت کو اپنے انجام تک پہنچانے والی جو تاریخی قرارداد 30 جون 1974ء کو پیش کی گئی اس کا متن یہ تھا:

- چونکہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد جو اللہ کے آخری نبی ہیں نبوت کا دعویٰ کیا۔
- چونکہ اس کا جھوٹا دعویٰ نبوت قرآن کریم کی بعض آیات میں تحریف کی سازش اور جہاد کو ساقط کر دینے کی کوشش 'اسلام سے بغاوت کے مترادف ہے۔
- چونکہ مسلم امہ کا اس بات پر کامل اتفاق ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ وہ مرزا غلام احمد کو نبی مانتے ہوں یا اسے کسی اور شکل میں اپنا مذہبی پیشوا یا مصلح مانتے ہوں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔
- چونکہ اس کے پیروکار خواہ انہیں کسی نام سے پکارا جاتا ہو وہ دھوکا دہی سے مسلمانوں ہی کا ایک فرقہ بن کر اور اس طرح ان سے گھل مل کر اندرونی اور بیرونی طور پر تخریبی کاروائیوں میں مصروف ہیں۔
- چونکہ مسلمانوں کی تنظیموں کی ایک کانفرنس جو 6 تا 10 اپریل 1974ء مکہ مکرمہ میں رابطہ عالم اسلامی کے زیر اہتمام منعقد ہوئی۔ جس میں دنیا بھر کی 114 اسلامی تنظیموں اور انجمنوں نے شرکت کی اس میں مکمل اتفاق رائے سے یہ فیصلہ صادر کر دیا گیا کہ قادیانیت جس کے پیروکار دھوکا دہی سے اپنے آپ کو اسلام کا ایک فرقہ کہتے ہیں۔ دراصل اس فرقہ کا مقصد اسلام اور مسلم دینا کے خلاف تخریبی کارروائیاں کرنا ہے۔

اس لیے اب یہ اسمبلی اعلان کرتی ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیروکار خواہ انہیں لاہوری، قادیانی یا کسی نام سے بھی پکارا جائے مسلمان نہیں ہیں اور یہ کہ اسمبلی میں ایک سرکاری بل پیش کیا جائے تاکہ اس اعلان کو دستور میں ضروری ترامیم کے ذریعے عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

7ستمبر 1974ء کو وہ گھڑی آن پہنچی جس کا انتظار 1901ء سے مسلم امہ کو تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ) نے جس طرح مسیلمہ کذاب کو اس کے انجام سے دوچار کیا تھا۔ آج انہیں کی اولاد مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی قرارداد کے مطابق حکومت نے باضابطہ طور پر قادیانی گروہ کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دے دیا اور یوں امت مسلمہ کا خواب ۷۳ سال کے بعد حقیقت میں ڈھل گیا۔ (ایک عالم ایک سیاست دان ص ۳۷۔۳۵' نورانی پرنٹنگ انڈسٹری کراچی' ۱۹۹۹ء)

اس اعتراض کا جواب کہ اگر آپ کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم زندہ رہتے تو نبی بن جاتے !۔

قادیانیوں کے اہل اسلام کے دلائل پر بعض اعتراضات ہیں ان میں سے ایک مشہور اعتراض اس حدیث پر ہے:

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ اگر نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ ہوتے تو سچے نبی ہوتے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۳۳ طبع قدیم' تاریخ دمشق الکبیر ج ۳ ص ۷۶' رقم الحدیث:۹۷۵)

اس حدیث پر قادیانیوں کا یہ اعتراض ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کے نبی بننے سے مانع ان کی موت تھی، اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن جاتے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ چونکہ آپ کے بعد نبی کا آنا محال تھا اس لیے آپ کے بیٹے کو زندہ نہیں رکھا گیا۔ اس کی مثال اس طرح ہے جیسے کوئی شخص کہے: اگر میرا بیٹا زندہ رہتا تو ایم۔ اے کر لیتا۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایم۔ اے پاس کرنا محال ہے، اس لیے میرا بیٹا زندہ نہیں رہا، بلکہ ایم۔ اے پاس کرنا تو ممکن ہے؛ لیکن چونکہ میرا بیٹا زندہ نہیں رہا؛ اس لیے وہ ایم اے نہیں کر سکا۔

اسی طرح سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد نبی آنا تو ممکن تھا؛ لیکن چونکہ آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ نہیں رہے؛ اس لیے وہ نبی نہیں بنے، اگر وہ زندہ رہتے تو نبی بن جاتے، سو اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ کے بعد نبی نہیں آسکتا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ "اگر ابراہیم زندہ رہتے تو سچے نبی ہوتے" اس حدیث میں قضیہ شرطیہ ہے، جیسے یہ قضیہ ہے: اگر سورج طلوع ہوگا تو دن روشن ہوگا، اور قضیہ شرطیہ میں جزاوّل کا ثبوت جز ثانی کے ثبوت کو مستلزم ہوتا ہے۔ جیسے سورج کا طلوع ہونا دن کی روشنی کو مستلزم ہے۔ اور جز ثانی کی نفی جزاول کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی، یعنی سورج کا طلوع نہ ہونا، اس کو مستلزم نہیں ہے کہ دن روشن نہ ہو؛ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ سورج طلوع ہو؛ لیکن دن اس وجہ سے روشن نہ ہو کہ سخت اَبر ہو یا بارش ہو، یا سورج کو گہن لگا ہو، یا سخت آندھی آئی ہوئی ہو؛ اسی لیے جزاول کی نفی جز ثانی کی نفی کو مستلزم نہیں ہوتی۔

اس لیے اس حدیث کا یہ معنی نہیں ہے کہ چونکہ حضرت ابراہیم زندہ نہیں رہے اس لیے وہ سچے نبی نہیں ہوئے، بلکہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ چونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی سچے نبی کا آنا ممکن نہیں تھا؛ اس لیے حضرات ابراہیم کو زندہ نہیں رکھا گیا۔

الاعراف:۳۵ سے اِجرائے نبوت کا معارضہ اور اس کا جواب

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ فَمَنِ اتَّقٰى وَ اَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۝ (سورۃ الاعراف:۷/ ۳۵)

اے اولاد آدم! اگر تمھارے پاس تم میں سے ایسے رسول آئیں جو تمھارے سامنے میری آیتیں بیان کریں سو جو شخص اللہ سے ڈرا اور نیک ہوگیا تو ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

مرزائیہ اس آیت سے اجرائے نبوت پر استدلال کرتے ہیں اور پھر اجرائے نبوت سے مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت پر دلیل کشید کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اولاد آدم کو حکم دیا ہے، جب بھی ان کے پاس ایسے رسول آئیں جو تمھارے سامنے میری آیتیں بیان کریں سو جو شخص اللہ سے ڈرا یعنی جس نے ان رسولوں کے احکام کو مانا اور ان پر ایمان لایا اس پر کوئی غم اور خوف نہیں ہوگا۔ اس آیت سے معلوم ہوتا ہے قیامت تک رسول آتے رہیں گے؛ کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسولوں کے آنے کا کوئی استثنا نہیں بیان فرمایا اور نہ کوئی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ قیامت تک رسولوں کے مبعوث ہونے کا سلسلہ جاری رہے گا۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت جگہ ایک حکم بیان کیا جاتا ہے اور دوسری کسی آیت میں اس حکم کی تخصیص بیان کردی جاتی ہے، جس سے وہ حکم عام نہیں رہتا۔ اسی طرح بہ ظاہر اس آیت میں قیامت تک رسولوں کی بعثت کا حکم عام بیان فرمایا ہے؛ لیکن جب الاحزاب: ۴۰ میں فرمادیا: **مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ** تو اللہ تعالیٰ نے یہ ظاہر فرمادیا کہ الاعراف: ۳۵ میں رسولوں کی بعثت کے سلسلہ کا جو ذکر فرمایا تھا، سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت کے بعد وہ سلسلہ نبوت منقطع اور ختم ہوگیا ہے اور آپ کے بعد قیامت تک کوئی نبی آسکتا ہے، نہ رسول، نہ تشریعی نبی، نہ امتی نبی، نہ کامل نبی، نہ ناقص نبی، نہ اصلی نبی اور نہ ظلی اور بروزی نبی۔

اب ہم اس کے چند نظائر بیان کرتے ہیں کہ کسی آیت میں کوئی حکم عام بیان کیا جائے پھر دوسری آیت میں اس کی تخصیص کردی جائے تو پھر وہ حکم عام نہیں رہتا۔ دیکھیے اللہ تعالیٰ نے عام حکم بیان فرمایا:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ العنکبوت: ۲۹/ ۵۷)

ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے۔

اور حسب ذیل آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی نفس فرمایا ہے:

قُلْ لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ قُلْ لِّلّٰهِ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورۃ الانعام ۶: ۱۲)

آپ پوچھیے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے وہ کس کی ملکیت ہے؟ آپ کہیے وہ سب اللہ ہی کی ملکیت ہے، اس نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا۔

فَقُلْ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (سورۃ الانعام ۶: ۵۴)

آپ کہیے تم پر سلام ہو، تمھارے رب نے اپنے نفس پر رحمت کو لازم کر لیا ہے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے عرض کریں گے:

تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَآ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۱۲﴾ (سورۃ المائدہ ۵: ۱۱۲)

(اے اللہ!) تو جانتا ہے میرے نفس میں کیا ہے اور میں نہیں جانتا کہ تیرے نفس میں کیا ہے، بیشک تو تمام غیوب کو بے حد جاننے والا ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو بھی نفس کہا ہے اور العنکبوت: ۵۷ میں فرمایا ہے ہر نفس موت کو چکھنے والا ہے، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی (العیاذ باللہ) موت کو چکھنے والا ہے، سو اس آیت کے عام حکم کا تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر بھی موت آئے گی، اور دوسری آیت سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اس پر کبھی موت نہیں آئے گی وہ آیت یہ ہے:

وَ تَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (سورۃ الفرقان ۲۵: ۵۸)

آپ اس پر توکل کیجیے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے جس پر کبھی موت نہیں آئے گی۔

پس اس آیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ موت کو چکھنے کے عام حکم سے مستثنیٰ ہے، اور اب یہ حکم عام نہیں ہے۔ اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو خاتم النبیین فرمادیا تو اب الاعراف: ۳۵ میں رسولوں کی بعثت کے عام حکم میں تخصیص ہوگئی اور اب آپ کی بعثت کے بعد کسی اور نبی کا آنا ممکن نہیں۔

اس کی ایک دوسری نظیر یہ آیت ہے :

وَالْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (سورۃ البقرہ:۲/۲۲۸)

اور طلاق یافتہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک روکے رکھیں۔

المطلقات جمع کا صیغہ ہے اور اس میں طلاق یافتہ عورتوں کے لیے عام حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ تین حیض تک عدت گزاریں، لیکن دوسری آیت میں فرمایا ہے کہ غیر مدخولہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کی کوئی عدت نہیں ہے :

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَیْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۝۴۹ (سورۃ الاحزاب:۳۳/۴۹)

اے ایمان والو ! جب تم ایمان والی عورتوں سے نکاح کرو' پھر تم ان کو عمل زوجیت سے پہلے طلاق دے دو تو ان پر تمھاری عدت گزارنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

اسی طرح وہ طلاق یافتہ بوڑھی عورت جس کو حیض نہ آتا ہو، اور وہ کمسن لڑکی جس کا حیض شروع نہ ہوا ہو، اس کی عدت تین ماہ ہے اور طلاق یافتہ حاملہ کی عدت وضع حمل ہے اور یہ بھی اس عام حکم سے خاص ہیں، ان کا ذکر اس آیت میں ہے :

وَالّٰٓـِٔیْ یَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّ الّٰٓـِٔیْ لَمْ یَحِضْنَ ؕ وَ اُولَاتُ الْاَحْمَالِ اَجَلُهُنَّ اَنْ یَّضَعْنَ حَمْلَهُنَّ ؕ ۝۴ (سورۃ الطلاق ۶۵/۴:)

تمھاری جو طلاق یافتہ عورتیں حیض آنے سے مایوس ہو چکی ہوں اور تم کو ان کی مدت میں شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے اور اسی طرح (ان کم سن مطلقہ عورتوں کی عدت بھی تین ماہ ہے) جن کا ابھی حیض آنا شروع نہ ہوا ہو' اور حاملہ عورتوں کی عدت وضع حمل تک ہے۔

پس البقرہ: ۲۲۸ میں جو مطلقہ عورتوں کی عدت تین حیض فرمائی ہے اس حکم عام سے غیر مدخولہ، سن رسیدہ، کم سن اور حاملہ عورتوں کی عدت کی تخصیص کرلی گئی ہے۔ اسی طرح الاعراف: ۳۵ میں جو رسولوں کی بعثت کا عام حکم بیان کیا گیا ہے، آیت خاتم النبیین سے اس عام حکم کی تخصیص کرلی گئی ہے اور اب سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بعثت کے بعد کسی اور نبی کا آنا جائز نہیں ہے۔

اس اعتراض کا جواب کہ ختم نبوت کا معنی مہر نبوت ہے اور آپکی مہر سے نبی بنتے ہیں

مرزائیوں کا ایک مشہور اعتراض یہ ہے کہ خاتم کا معنی آخر نہیں ہے، بلکہ خاتم کا معنی مہر ہے، اور مہر نبوت کا معنی ہے جس پر آپ کی مہر لگ جاتی ہے وہ نبی بن جاتا ہے، سو غلام احمد قادیانی پر بھی مہر لگ گئی اور وہ بھی نبی بن گئے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ خاتم کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کہ اگر خاتم کا معنی مہر ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تو اس میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہو سکتی، سو نبوت کو بند کر کے اس پر آپ کی مہر لگا دی گئی، اب نبوت میں کوئی اور چیز داخل نہیں ہو سکتی۔

علامہ جمال الدین محمد بن مکرم افریقی مصری متوفی ۷۱۱ھ لکھتے ہیں:

معنی ختم الغطیة علی الشیء والا ستیثاق من ان لا ید خله شیء.

ختم کا معنی ہے کسی چیز کو ڈھانپنا اور اس کو اس طرح بند کر دینا کہ اس میں کوئی اور چیز داخل نہ ہو سکے۔

نیز لکھتے ہیں:

خاتمهم اخرهم، خاتم القوم کا معنی ہے آخرالقوم' وخاتم النبیین ای آخرهم اور خاتم النبیین کا معنی ہے آخرالنبیین۔(لسان العرب ج ۱۲ ص ۱۶۵۔ ۱۶۳' مطبوعہ ایران' ۱۴۰۵ھ)

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا بیشک نبوت منقطع ہوچکی ہے پس میرے بعد کوئی نبی ہوگا نہ رسول۔(سنن الترمذی رقم الحدیث: ۲۲۷۲)

اور نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:

وانا اخر الانبیاء وانتم اخر الا مم.

میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔(سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ۴۰۷۷)

اور قتادہ نے خاتم النبیین کی تفسیر میں کہا: ای آخرهم۔(جامع البیان رقم الحدیث: ۲۱۷۶۵)

تصریحات لغت، احادیث صحیحہ اور تابعین کی تفسیر سے واضح ہوگیا کہ خاتم کا معنی مہر کرنا باطل ہے بلکہ خاتم کا معنی آخر ہے۔

جب یہ کہا جاتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز خاتم المحدثین ہیں تو کیا اس کا عرف میں یہ معنی ہوتا ہے کہ شاہ عبدالعزیز کی مہر سے محدث بنتے ہیں۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ شامی خاتم الفقہاء ہیں تو کیا اس کا یہ معنی ہوتا ہے کہ علامہ شامی کی مہر سے فقہا بنتے ہیں۔ اور جب یہ کہا جاتا ہے کہ علامہ آلوسی خاتم المفسرین ہیں تو کیا اس کا یہ معنی ہوتا ہے علامہ آلوسی کی مہر سے مفسرین بنتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ احادیث، تفاسیر، لغت اور عرف سب کے اعتبار سے خاتم کا معنی مہر کرنا صحیح نہیں ہے۔

مرزائی کہتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ نے اس آیت کے تحت وخاتم النبیین کے ترجمہ میں لکھا ہے: و مہر پیغامبران است (ترجمہ شاہ ولی اللہ ص ۵۱۰' تاج کمپنی لمیٹیڈ لاہور)

اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں پر مہر اس معنی میں نہیں ہے جیسا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا۔۔۔اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا' بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے ' بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۷' روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۳۰۔۲۹)

خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح (علیہ السلام) نے فرمایا کہ خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۹۰)

قادیانیوں نے خاتم کا جو یہ معنی بیان کیا وہ غلط اور باطل ہے اور شاہ ولی اللہ کے نزدیک مہر سے مراد مہر تصدیق نہیں ہے بلکہ مہر سے مراد یہ ہے کہ کسی چیز کو بند کر کے اس پر مہر لگا دی جائے تا کہ اس میں اور کوئی چیز داخل نہ ہو سکے جیسا کہ لغت، عرف، احادیث اور تفاسیر سے واضح ہو چکا ہے۔ خود شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں:

سچا خواب انبیا کے حق میں نبوت کا ایک جزو ہے، پس یقین رکھو کہ وہ برحق ہوتا ہے اور نبوت کے اجزا ہیں اور اس کا ایک جز خاتم الانبیاء کے بعد بھی باقی ہے۔ (المسوی ج ۲ ص ۴۲۶' المطبعۃ السلفیہ مکۃ المکرمۃ' ۱۳۵۳ھ)

مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین نے لکھا ہے:

ان حوالوں سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ اس امت میں سوائے مسیح موعود کے اور کوئی نبی نہیں ہو سکتا؛ کیونکہ سوائے مسیح موعود کے اور کسی فرد کی نبوت پر آنحضرت (صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم) کی تصدیقی مہر نہیں اور اگر بغیر تصدیقی مہر آنحضرت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اور کسی کو بھی نبی قرار دیا جائے تو اس کے دوسرے معنی یہ ہوں گے وہ نبوت صحیح نہیں۔ ("تشحیذ الاذھان" قادیان نمبر ۸، جلد ۱۲ص ۲۵، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

اور خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے:

پس اس وجہ سے (اس امت میں) نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا۔ وہ پیش گوئی پوری ہو جائے۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، روحانی خزائن ص ۴۰۶۔۴۰۷ج ۲۲، مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب)

اگر مرزائیہ کے دعویٰ کے مطابق بہ فرض محال ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہو اور اس کا معنی یہ ہو کہ جس پر آپ اپنی مہر لگا دیتے ہیں وہ نبی بن جاتا ہے تو پھر اس کا تقاضا یہ تھا کہ آپ کی مہر سے زیادہ سے زیادہ نبی بنتے، تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس مہر سے صرف غلام احمد قادیانی ہی نبی بنا! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کی اطاعت پر مقبولیت کی سند اللہ تعالیٰ نے (رضی اللہ عنہم) فرما کر عطا کر دی وہ نبی نہیں بنے۔ اگر ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق ہوتا تو وہ نبی بنتے اور جب وہ نبی نہیں بنے، تو معلوم ہوا کہ ختم نبوت کا معنی مہر تصدیق نہیں ہے بلکہ وہ مہر ہے جو کسی چیز کو بند کرنے کے لیے لگائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں نبی بنانا اور رسول بھیجنا اللہ کا کام ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا یہ منصب نہیں ہے کہ وہ اپنی مہر لگا کر کسی کو نبی بنا کر بھیج دیں۔

اعتراض: مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ جس طرح خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ کہا جاتا ہے، اسی طرح آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ جن علما کو خاتم المحدثین اور خاتم المفسرین کہا گیا ہے، وہ مجازاً کہا گیا ہے اور آپ حقیقۃً خاتم النبیین ہیں، نیز مجاز کا ارتکاب اس وقت کیا جاتا ہے جب حقیقت محال ہو اور آپ کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ نہیں ہے۔

اسی طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چچا حضرت عباس (رضی اللہ عنہ) کو خاتم المہاجرین فرمایا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عباس نے مکہ سے سب کے آخر میں ہجرت کی تھی، اس کے بعد مکہ دار الاسلام بن گیا تھا، سو اس حدیث میں بھی خاتم بہ معنی آخر ہے۔

اعتراض: مرزائی یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ نے فرمایا ہے: میری مسجد آخر المساجد ہے۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ اس ارشاد کی وضاحت دوسری حدیث میں ہے، آپ نے فرمایا: میں خاتم الانبیاء ہوں اور میری مسجد' مساجد الانبیاء کی خاتم ہے۔ (کنز العمال رقم الحدیث: ۳۴۹۹۹)

اس اعتراض کا جواب کہ لانبی بعدی میں لانفی کے لیے ہے نہ کہ نفی جنس کے لیے

مرزائیوں کا ایک اور مشہور اعتراض یہ ہے کہ لا نبی بعدی میں لانفی جنس ہے، نفی کمال کے لیے ہے جیسے لا صلاۃ الا بفاتحۃ الکتاب میں ہے۔ یعنی سورۂ فاتحہ کے بغیر نماز کامل نہیں ہوتی۔ اسی طرح لانبی بعدی کا معنی ہے: میرے بعد کوئی کامل نبی نہیں ہوگا، اور ناقص اور امتی نبی کی نفی نہیں ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح تو کوئی مشرک کہہ سکتا ہے کہ لا الہ الا اللہ میں بھی نفی کمال کے لیے ہے، یعنی اللہ کے علاوہ کامل خدا کوئی نہیں ہے، ناقص خدا موجود ہیں۔ اور اس کا حل یہ ہے کہ لانفی جنس کا نفی کمال کے لیے ہونا اس کا مجازی معنی ہے اور نفی جنس کے لیے ہونا اس کا حقیقی معنی ہے۔ اور جب تک حقیقت محال یہ متعذر نہ ہو اس کو مجاز پر محمول نہیں کیا جاتا۔ لانبی بعدی میں حقیقت متعذر نہیں ہے؛ اس لیے اس کا معنی ہے: میر بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور لا صلوۃ إلا بفاتحۃ الکتاب میں اس طرح نہیں ہے۔ سورۂ فاتحہ کے بغیر

نماز ہوجاتی ہے؛ لیکن چونکہ سورۃ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے؛ اس لیے نماز کامل نہیں ہوتی اور یہاں حقیقت متعذر ہے؛ اس لیے لا کو نفی کمال اور مجاز پر محمول کیا ہے۔

اسی طرح مرزائیہ اعتراض کرتے ہیں کہ حدیث میں ہے: جب کسری مرجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسری نہیں ہوگا، اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا (صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶، کراچی) اور کسریٰ ایران کے بادشاہ کو اور قیصر روم کے بادشاہ کو کہتے ہیں اور ان کے بعد بھی ایران اور روم کے بادشاہ ہوتے رہے ہیں۔

علامہ نووی اس کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس طرح رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زمانہ میں کسریٰ ایران کا بادشاہ تھا، اور قیصر روم کا بادشاہ تھا، اس طرح وہ بعد میں بادشاہ نہیں ہوں گے اور اسی طرح ہوا۔ کسریٰ کا ملک روے زمین سے منقطع ہوگیا اور اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا، اور قیصر شکست کھاکر شام سے بھاگ گیا، اور مسلمانوں نے ان دونوں ملکوں کو فتح کرلیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بعد میں اس نام کے بادشاہ نہیں گزرے۔

مرزائیہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت عائشہ نے فرمایا: خاتم النبیین کہو اور یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۳۷، رقم الحدیث: ۲۶۶۴۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا منشا یہ ہے کہ چونکہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے آسمان سے نازل ہونا ہے؛ اس لیے یوں نہ کہو کہ کوئی نبی نہیں آئے گا، بلکہ یوں کہو کہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا؛ کیونکہ جب مطلقاً یہ کہا جائے کہ کوئی نبی نہیں آئے گا تو اس کا متبادر معنی یہ ہے کہ کوئی نیا نبی آئے گا نہ پرانا، اور حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کا یہ قول ان احادیث کے خلاف نہیں ہے، جن میں یہ تصریح ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا، خود حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے صحیح سند کے ساتھ روایت ہے:

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: مبشرات کے سوا میرے بعد نبوت میں سے کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ صحابہ نے پوچھا: اور مبشرات کیا ہیں؟ فرمایا: سچے خواب، جن کو کوئی شخص دیکھتا ہے یا کوئی شخص اس کے لیے دیکھتا ہے۔ (مسند احمد ج ٦ ص ١٢٩' حافظ زین نے کہا اس حدیث کی سند صحیح ہے' حاشیہ مسند احمد رقم الحدیث: ٢٤٨٥٨' دار الحدیث قاہرہ' ١٤١٦ھ)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے آسمان سے نازل ہونے کے متعلق احادیث

تیسرا مشہور اعتراض یہ ہے کہ اگر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد کسی نبی کا آنا محال ہے، تو پھر ان احادیث کی کیا توجیہ ہوگی، جن کے مطابق قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا نزول ہوگا، وہ احادیث حسب ذیل ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، عنقریب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے، احکام نافذ کرنے والے، عدل کرنے والے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ موقوف کردیں گے اور اس قدر مال لٹائیں گے کہ اس کو قبول کرنے والا کوئی نہیں ہوگا' حتیٰ کہ ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا، اور تم چاہو تو (اس کی تصدیق میں) یہ آیت پڑھو: "وان من اهل الكتب الا ليؤ منن به قبل موته" اہل کتاب میں سے ہر شخص حضرت عیسیٰ کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا"۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ٣٤٤٨' صحیح مسلم رقم الحدیث: ٢٤٢' سنن ترمذی رقم الحدیث: ٢٢٤٠' سنن ابن ماجہ رقم الحدیث: ٤٠٧٨' مسند احمد ج ٣ رقم الحدیث: ١٠٩٤٤' صحیح ابن حبان ج ١٥' رقم الحدیث: ٦٨١٨' مصنف عبد الرزاق ج ١١ ص ٣٩٩' رقم الحدیث: ٢٠٨٤٠' مصنف ابن ابی شیبہ ج ١٥ ص ١٤٤' رقم الحدیث: ١٩٣٤١' شرح السنہ ج ٧ ص ٤١٧٠)

نیز امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس وقت تمھاری کیا شان ہوگی جب تم میں ابن مریم نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۳۴۴۹، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۴۴۔ مسند احمد ج ۲ ص ۳۳۶، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث: ۲۰۸۴۱، شرح السنہ ج ۷، رقم الحدیث: ۴۱۷۲)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر قائم رہ کر جنگ کرتی رہے گی اور وہ قیامت تک غالب رہے گی، حتیٰ کہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) نازل ہوں گے، ان (مسلمانوں) کا امیر کہے گا آئیے آپ ہم کو نماز پڑھائیے۔ حضرت عیسیٰ اس امت کی عزت افزائی کے لیے فرمائیں گے: نہیں تمھارے بعض، بعض پر امیر ہیں۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۳۸۴۔ ۳۴۵؛ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، عیسیٰ بن مریم فج روحاء (مدینہ سے چھ میل دور ایک جگہ) میں ضرور بلند آواز سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک، لبیک لاشریک لک لبیک) کہیں گے دراں حالیکہ وہ حج کرنے والے ہوں گے، یا عمرہ کرنے والے ہوں گے، یا (دونوں کو ملا کر) حج قران کرنے والے ہوں گے۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۲۵۲)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ روایت کرتے ہیں:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب کو مٹادیں گے، اور

ان کے لیے نماز جماعت سے پڑھائی جائے گی، وہ مال عطا کریں گے، حتی کہ اس کو' کوئی قبول نہیں کرے گا، وہ خراج کو موقوف کر دیں گے، وہ مقام روحاء پر نازل ہوں گے۔ وہاں حج یا عمرہ کریں گے یا قران کریں گے۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی: وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔ حنظلہ کا خیال ہے حضرت ابوہریرہ نے " قبل موت عیسٰی " پڑھا تھا، پتا نہیں یہ بھی حدیث کا جز ہے یا حضرت ابوہریرہ نے خود تفسیر کی تھی۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۰' مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

ہم نے تبیان القرآن ج ۲ ص ۸۷۳۔ ۸۶۲' پر نزول مسیح کے متعلق چالیس احادیث ذکر کی ہیں۔

اس اُمت میں حضرت عیسٰی کے احکام نافذ کرنے کی توجیہ

سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاتم النبیین ہونے کا معنی یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، اور جو نبی پہلے مبعوث ہو چکے ہیں ان کا آپ کے بعد دنیا میں آنا آپ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے، جیسے شب معراج تمام نبی مسجد اقصٰی میں آئے اور انہوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، یا جس طرح جن لوگوں کے نزدیک حضرت خضر (علیہ السلام) زندہ ہیں تو ان کا آپ کے بعد دنیا میں آنا آپ کے خاتم النبیین ہونے کے منافی نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کا قرب قیامت میں آسمان سے زمین پر نازل ہونا بھی آپ کی ختم نبوت کے منافی نہیں ہے؛ کیونکہ یہ تمام انبیا آپ سے پہلے مبعوث ہو چکے ہیں آپ کے بعد مبعوث نہیں ہوئے۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا شریعت اسلامیہ پر مطلع ہو کر مسلمانوں میں احکام جاری فرمانا

اب رہا یہ سوال کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو ہمارے رسول سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت کا علم کیسے ہوا حتیٰ کہ وہ اس علم کے مطابق آپ کی شریعت کے مطابق اس امت میں احکام جاری کر سکیں۔

تو اس کے متعدد جوابات ہیں: ایک جواب یہ ہے کہ تمام انبیا (علیہم السلام) کو ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی شریعت کا علم تھا تو حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی آپ کی شریعت کا علم تھا اور اسی کے مطابق آپ اس امت میں احکام جاری کریں گے۔ انبیاے سابقین کو ہماری شریعت کا علم تھا اس کی دلیل حسب ذیل احادیث ہیں:

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

وہب بن منبہ نے ذکر کیا ہے کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) سے سرگوشی کرنے کے لیے ان کو قریب کیا تو انہوں نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات میں یہ پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں میں افضل ہے جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے، وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے منع کریں گے اور اللہ پر ایمان رکھیں گے، تو ان کو میری امت بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا: میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت تمام امتوں کے آخر میں مبعوث ہوگی اور قیامت کے دن وہ سب پر مقدم ہوگی، تو ان کو میری امت بنا دے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امتِ احمد ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت صدقات کو کھائے گی اور اس سے پہلے کی امتیں جب صدقہ دیتیں تو اللہ تعالیٰ ایک آگ بھیجتا جو

اس صدقہ کو کھا جاتی، اور اگر وہ صدقہ قبول نہ ہوتا تو آگ اس صدقہ کے قریب نہیں جاتی تھی، اے اللہ تو ان لوگوں کو میری امت بنادے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امتِ احمد ہے۔

حضرت موسیٰ نے کہا: اے میرے رب! میں نے تورات میں پڑھا ہے کہ ایک امت جب گناہ کا منصوبہ بنائے گی تو اس کا گناہ نہیں لکھا جائے گا اور جب وہ اس گناہ کا کام کرے گی تو اس کا صرف ایک گناہ لکھا جائے گا اور جب وہ نیکی کا منصوبہ بنائے گی اور اس نیکی کو نہیں کرے گی تو اس کی ایک نیکی لکھی جائے گی۔ اور جب وہ نیکی کرے گی تو اس کو دس گنے سے لے کر سات سو گنے تک اجر دیا جائے گا، اے اللہ! تو اس امت کو میری امت بنادے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وہ امت احمد ہے۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۸۰-۳۷۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہ ہماری شریعت کے وہ احکام ہیں جو سابقہ شریعتوں میں نہیں تھے؛ لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو ان احکام پر مطلع فرمادیا۔ اسی طرح حضرت داؤد (علیہ السلام) کے متعلق ہے:

وہب بن منبہ نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کے متعلق بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف زبور میں وحی کی کہ اے داؤد! عنقریب تمھارے بعد ایک نبی آئے گا، جس کا نام احمد اور محمد ہوگا، وہ صادق اور سردار ہوگا، میں اس پر کبھی ناراض نہیں ہوں گا، اور نہ کبھی وہ مجھ سے ملول ہوگا۔ اس کی امت کو میں نفل پڑھنے پر انبیا کے نوافل کا اجر عطا فرماؤں گا، اور اس کے فرائض پر انبیا اور رسل کے فرائض کا اجر عطا فرماؤں گا حتی کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آئیں گے تو ان پر انبیا کی طرح نور ہوگا؛ کیونکہ میں نے ان پر ہر نماز کے لیے اس طرح وضو کرنا فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر وضو فرض کیا تھا، اور ان پر اس طرح غسل جنابت فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر فرض کیا تھا، اور ان پر اس طرح حج فرض کیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں پر فرض کیا تھا، اور ان کو اس طرح جہاد کا حکم دیا ہے جس طرح ان سے پہلے نبیوں کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۸۰، دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہ بھی ہماری شریعت کے مخصوص احکام ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد (علیہ السلام) کو مطلع فرمادیا تھا، سو اسی طرح جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو بھی ہماری شریعت کے احکام سے مطلع فرمادیا ہو اور وہ اس کے مطابق قرب قیامت میں احکام جاری فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا قرآن مجید میں اجتہاد کر کے احکام جاری فرمانا

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ قرآن مجید میں غور کر کے اس شریعت کے تمام احکام کو حاصل کر لیں، کیونکہ قرآن مجید تمام احکام شرعیہ کا جامع ہے، اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن مجید ہی کے تمام احکام کو اپنی سنت سے بیان فرمایا ہے اور امت کی عقلیں نبی کی طرح ادراک کرنے سے عاجز ہیں۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: میں اسی چیز کو حلال کرتا ہوں جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حلال کیا ہے اور میں اسی چیز کو حرام کرتا ہوں جس کو اللہ نے اپنی کتاب میں حرام کیا ہے۔ (المعجم الاوسط لبطبرانی بہ حوالہ الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۰)

اسی لیے امام شافعی نے فرمایا: نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جس قدر احکام بیان فرمائے ہیں ان سب کو آپ نے قرآن مجید سے حاصل فرمایا ہے۔ پس جائز ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) بھی اسی طرح قرآن مجید سے اور ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سنت سے اسلام کے احکام حاصل کر کے اس امت میں نافذ فرمائیں۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہمارے نبی ﷺ سے بالمشافہہ اسلام کے احکام کا علم حاصل کرنا

تیسری صورت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نبی ہونے کے باوجود ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی امت میں شامل ہیں اور اس پر حسب ذیل احادیث شاہد ہیں:

حافظ ابوالقاسم علی بن الحسن ابن عساکر المتوفی ۵۷۱ھ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ کعبہ کے گرد طواف کررہا تھا، میں نے دیکھا کہ آپ نے کسی سے مصافحہ کیا اور ہم نے اس کو نہیں دیکھا، ہم نے کہا: یارسول اللہ! ہم نے آپ کو کسی سے مصافحہ کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور جس سے آپ نے مصافحہ کیا اس کو کسی نے نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: وہ میرے بھائی عیسیٰ بن مریم ہیں، میں ان کا انتظار کررہا تھا، حتی کہ انہوں نے اپنا طواف مکمل کرلیا، پھر میں نے ان کو سلام کیا۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ص ۳۳۹' رقم الحدیث: ۱۱۳۰۲' داراحیاء التراث العربی بیروت' ۱۴۲۱ھ)

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: تمام انبیا باپ شریک بھائی ہیں، ان کی مائیں (شریعتیں) مختلف ہیں اور ان کا دین واحد ہے، اور میں عیسیٰ بن مریم کے سب سے زیادہ قریب ہوں؛ کیونکہ میرے اور ان کے درمیان کوئی نبی نہیں ہے، اور وہ جس وقت نازل ہوں گے تو میری امت پر خلیفہ ہوں گے، جب تم ان کو دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ متوسط القامت ہوں گے، ان کا سرخی مائل سفید رنگ ہوگا، ان کے سر پر پانی نہ بھی ہو تو یوں معلوم ہوگا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے، وہ دو گیروے رنگ کے کپڑے پہن کر چل رہے ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے اور مال بہت تقسیم کریں گے، جزیہ کو موقوف کردیں گے، اور اسلام کے لیے جنگ کریں گے، حتی کہ ان کے زمانہ میں تمام بدمذاہب ختم ہوجائیں گے اور زمین میں امن ہوجائے گا، سیاہ

سانپ کے ساتھ اونٹ چریں گے اور چیتے بیلوں کے ساتھ گشت کریں گے اور بھیڑیے بکریوں کے ساتھ، اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیلیں گے اور وہ ان کو نقصان نہیں پہنچائیں گے، وہ زمین میں چالیس سال ٹھہریں گے، پھر فوت ہوجائیں گے اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے۔(تاریخ دمشق الکبیر ج ۵۰ ص ۲۵۹' رقم الحدیث: ۱۱۴۷۴' داراحیاء التراث بیروت: ۱۴۲۱ھ)

(اس حدیث سے یہ وہم نہ کیا جائے کہ حضرت عیسیٰ ہمارے نبی کی شریعت کو منسوخ کرنے والے ہیں بلکہ منسوخ کرنے والے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی ہیں؛ کیونکہ آپ نے بتادیا کہ جزیہ اور جہاد کی مشروعیت کی مدت نزول عیسیٰ تک ہے۔ سعیدی)

ان احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اصحاب کے حکم میں ہیں؛ اس لیے یہ ہوسکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے براہ راست اور بالمشافہہ احکام حاصل کیے ہوں، اور نزول عیسیٰ کے بعد چونکہ سب لوگ مسلمان ہوجائیں گے؛ اس لیے پھر جہاد اور جزیہ کی ضرورت نہیں رہے گی۔

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہمارے نبی ﷺ کی قبر انور سے اِسلام کے احکام کا علم حاصل کرنا

چوتھی صورت یہ ہے، یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) ہمارے نبی سیدنا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی قبر مبارک پر جائیں اور قبر پر جاکر آپ سے استفادہ کریں۔ اس کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس ذات کے قبضۂ قدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے، عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے، امام اور انصاف کرنے والے حاکم اور عادل ہوں گے، وہ

صلیب کو توڑدیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، لوگوں میں صلح کرائیں گے اور بغض کو دور کریں گے، ان پر مال کو پیش کیا جائے گا تو وہ مال کو قبول نہیں کریں گے، پھر اللہ کی قسم! اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے پکار کر کہیں: یا محمد! تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔ (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث: ۶۵۸۴، تاریخ دمشق الکبیر رقم الحدیث: ۱۱۳۱۳، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۵، المطالب العالیہ ج ۴ ص ۲۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ حج یا عمرہ کے لیے جائیں گے اور فج روحاء کے راستہ سے گزریں گے اور میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھ کو سلام کریں گے اور میں ان کے سلام کا جواب دوں گا۔ (تاریخ دمشق الکبیر ج ۵۰ ص ۲۴۴، رقم الحدیث: ۱۱۳۱۲)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ اور ان کی اتباع میں علامہ آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ نے ان احادیث سے اس صورت پر استدلال کیا ہے۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۳۔۱۶۲، روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۱۔۵۰)

حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کا ہمارے نبی ﷺ کی زیارت اور آپ کی تعلیم سے مستفید ہونا

نیز ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کو قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۳۷۵) حضرت موسیٰ اور حضرت یونس (علیہما السلام) کو تلبیہ پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۶۶) اور حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) حج کرتے ہوئے دیکھا۔ (صحیح مسلم رقم الحدیث: ۱۷۱) اور جس طرح ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی انبیاء سابقین سے ملاقات ممکن ہے، اسی طرح حضرت عیسیٰ کی ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ ملاقات ممکن ہے، تو ہو سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ہمارے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ملاقات کر کے آپ سے اسلام کے احکام حاصل کیے ہوں۔

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ نے لکھا ہے کہ امام غزالی، علامہ تاج الدین سبکی، علامہ یافعی، علامہ قرطبی مالکی، علامہ ابن ابی جمرہ، اور علام ابن الحاج نے مدخل میں یہ تصریح کی ہے کہ اولیاء اللہ نیند اور بیداری میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کرتے ہیں اور آپ سے استفادہ کرتے ہیں۔

ایک مرتبہ ایک فقیہ نے ایک ولی کے سامنے حدیث بیان کی۔ ولی نے کہا: یہ حدیث باطل ہے۔ فقیہ نے کہا: آپ کو کیسے علم ہوا؟ ولی نے کہا تمھارے سر کے پاس نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہوئے فرمارہے ہیں: میں نے یہ حدیث نہیں کہی، اور اس فقیہ کو بھی آپ کی زیارت کرادی۔ سو جب اس امت کے اولیا کا یہ حال ہے تو حضرت عیسٰی (علیہ السلام) کا مرتبہ اس سے کہیں زیادہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت سے مستفید نہ ہوں اور آپ کی تعلیم سے مستفیض نہ ہوں۔ (الحاوی للفتاوی ج ۲ ص ۱۶۳' مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور)

اولیاے کرام کا نیند اور بیداری میں آپ کی زیارت کرنا، اور آپ سے اِستفادہ کرنا

نیز علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں:

شیخ سراج الدین ابن الملقن نے طبقات الاولیاء میں لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ نے فرمایا: میں نے ظہر کی نماز سے پہلے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کی۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا: تو آپ نے میرے منہ میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور فرمایا: لوگوں کے سامنے وعظ کرو اور حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ انہیں اپنے رب کی طرف دعوت دو۔

پس میں ظہر کی نماز پڑھ کر بیٹھ گیا اور میرے سامنے بہت خلقت جمع ہوگئی، پھر مجھ پر کپکپی طاری ہوگئی، پھر میں نے دیکھا کہ اس مجلس میں میرے سامنے حضرت علی (رضی اللہ عنہ)

کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم وعظ کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا اے میرے ابا جان! مجھ پر کپکپی طاری ہو گئی ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنا منہ کھولو۔ میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ اپنا لعاب دہن ڈالا۔

میں نے پوچھا: آپ نے سات مرتبہ لعاب دہن ڈال کر مکمل کیوں نہیں کیا ہے؟۔ حضرت علی (رض) نے فرمایا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ادب کی وجہ سے۔ پھر آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ پھر جب یوں لگا جیسے علوم و معارف کا ایک عظیم سمندر میرے سینہ میں موجزن ہے اور میں اپنی زبان سے حقائق اور دقائق کے یواقیت اور جواہر بیان کر رہا ہوں۔ (روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۱)

۱۹۹۳ء میں جب میں دوسری بار برطانیہ گیا تھا، تو میں ڈربی شائر میں حافظ فضل احمد صاحب کی جامع مسجد میں حضرت غوث اعظم سیدنا عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے مناقب پر تقریر کر رہا تھا۔ میں نے روح المعانی کے حوالے سے مذکورۃ الصدر روایت بیان کی۔ اس پر ہمارے احباب میں سے صاحبزادہ حبیب الرحمن محبوبی زید علمہ نے یہ سوال بھیجا کہ حضرت غوث الاعظم کے منہ میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لعاب دہن ڈالنے کے بعد کیا کمی رہ گئی تھی، جس کو پورا کرنے کے لیے بعد میں حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے اپنا لعاب دہن ڈالا۔

میں نے اس کے جواب میں عرض کیا: رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لعاب دہن اور آپ کے فیضان میں کوئی کمی نہیں تھی۔ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لعاب دہن سے استفادہ اور حصول فیضان کو سہل اور آسان بنانے کے لیے اپنا لعاب دہن ڈالا۔ جس طرح قرآن مجید کے فیضان میں کوئی کمی نہیں ہے؛ لیکن اس سے فیضان کے حصول کو آسان بنانے کے لیے اس کی تفسیر کی جاتی ہے۔ اسی طرح احادیث کی افادیت میں کوئی کمی نہیں ہے، لیکن ان سے استفادہ کو سہل اور آسان بنانے کے لیے ان کی شروح لکھی جاتی ہیں۔

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ سراج الدین ابن الملقن نے لکھا ہے کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النھر ملکی نیند اور بیداری میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بہ کثرت زیارت کرتے تھے اور وہ نیند اور بیداری میں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بہت فیض حاصل کرتے تھے۔ انہوں نے ایک رات میں سترہ مرتبہ آپ کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ آپ نے ان سے فرمایا: اے خلیفہ! تم میری زیارت کے لیے اتنے بے قرار نہ ہوا کرو؛ کیونکہ کتنے اولیا تو میرے دیدار کی حسرت میں ہی فوت ہو چکے ہیں۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے لطائف المنن میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابو العباس المرسی سے کہا: آپ نے بہت شہروں میں بہت لوگوں سے ملاقات کی ہے، آپ اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کرلیں۔ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں نے اپنے اس ہاتھ سے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سوا اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا، اور انھوں نے کہا کہ اگر میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی رسول اللہ کو اپنی آنکھوں سے اوجھل پاؤں، میں تو میں اس ساعت میں خود کو مسلمان شمار نہیں کرتا۔ اس قسم کی عبارات دیگر اولیاے کرام سے بہت منقول ہیں۔ (روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۱، دار الفکر بیروت، ۱۴۱۷ھ)

ایک وقت میں متعدّد مقامات پر نبی (ﷺ) کی زیارت کی کیفیت

خاتم الحفاظ حافظ جلال الدین سیوطی نے تنویر الحوالک میں نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے بعد آپ کی زیارت پر اس حدیث سے استدلال کیا ہے:

حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی رحمت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جس نے مجھ کو نیند میں دیکھا وہ مجھ کو عنقریب بیداری میں

بھی دیکھے گا، اور شیطان میری مثل نہیں بن سکتا۔ (صحیح البخاری رقم الحدیث: ۶۹۹۳، صحیح مسلم رقم الحدیث: ۲۲۶۶، مسند احمد رقم الحدیث: ۷۱۴۳)

علامہ ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے کہ متعدد عارفین نے نیند کے بعد بیداری میں آپ ﷺ کی زیارت کی اور آپ سے سوالات کرکے دینی مسائل کی مشکلات کو سمجھا اور اس حدیث کی تصدیق کی۔

علما کا اس میں کافی اختلاف ہے کہ آپ کو بیداری میں دیکھنے والا آپ ہی کے جسم اور بدن کو دیکھے گا، یا آپ کی مثال کو دیکھے گا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے عبارات علما کو نقل کرنے کے بعد لکھا کہ احادیث اور عبارات علما سے یہ ثابت ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے جسم مبارک اور اپنی روح کے ساتھ زندہ ہیں اور آپ اطراف عالم میں جہاں چاہتے ہیں، تشریف لے جاتے ہیں اور تصرف فرماتے ہیں، اور آپ اسی حالت میں ہیں جس حالت میں آپ وفات سے پہلے تھے اور اس میں سر مو فرق نہیں ہوا۔ اور آپ زندہ رہنے کے باوجود لوگوں کی نظروں سے اس طرح غائب ہیں جس طرح فرشتے ان کی نظروں سے غائب ہیں۔ اور جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو آپ کی زیارت سے مشرف فرمانا چاہتا ہے تو آپ کے اور اس بندہ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیتا ہے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے، تو پھر آپ کی مثال کے قول کی کیا ضرورت ہے۔ اور باقی تمام انبیا علیہم السلام بھی زندہ ہیں اور ان کو اپنی قبروں سے باہر جانے اور اس جہان میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے، اور اس پر بکثرت احادیث ناطق و شاہد ہیں۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں: میرا ظن غالب یہ ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے بعد آپ کی زیارت اس طرح نہیں ہوتی جیسے عام طور پر لوگ ایک دوسرے کو دنیا میں دیکھتے ہیں۔ یہ ایک الگ برزخیہ اور امر وجدانی ہے۔ اس کی حقیقت کو وہی شخص پا سکتا ہے جس کو یہ مرتبہ حاصل ہوا ہو۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ دیکھنے والا آپ کی روح کو دیکھتا ہے اور وہ روح کسی صورت میں متمثل ہو جاتی ہے، جب کہ وہ روح اس وقت آپ کے اس جسم مبارک میں بھی ہوتی

ہے جو روضۂ مبارکہ میں ہے۔ جس طرح حضرت جبریل آپ کے سامنے حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں موجود ہوتے ہیں یا کسی اور صورت میں، اور اس وقت وہ سدرۃ المنتہیٰ سے بھی جدا نہیں ہوتے۔ اور رہا آپ کا جسم مثالی تو اس کے ساتھ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح قدسیہ متعلق ہوتی ہے اور اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے کہ آپ کے غیر متناہی اجسام مثالی ہوں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ آپ کی روح واحدہ متعلق ہو اور یہ اس طرح ہو جیسے روح واحدہ کا تعلق ایک جسم کے متعدد اجزا کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ہماری اس تقریر سے شیخ ابو العباس طنجی کے اس قول کی وجہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ انہوں نے آسمان، زمین، عرش اور کرسی کو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھرا ہوا دیکھا اور یہ عقدہ بھی حل ہو جاتا ہے کہ متعدّد مقربین نے ایک ہی وقت میں متعدّد مقامات پر نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کی۔ (روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۳۔ ۵۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۱۷ھ)

عہد صحابہ میں رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت اور آپ سے اِستفادے کا اس قدر ظہور کیوں نہیں ہوا؟

اولیائے کرام کو نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جو زیارت ہوتی ہے اور وہ آپ سے دینی اور فقہی معاملات میں اِستفادہ کرتے ہیں اور اپنے اشکالات کو حل کراتے ہیں۔ اس پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ خلفائے راشدین اور دیگر اکابر صحابہ کرام کو جو اشکالات پیش آتے تھے، مثلاً حضرت فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کو فدک کی میراث دینے یا نہ دینے کا مسئلہ تھا۔ حضرت ابو بکر کی خلاف کا مسئلہ تھا۔ حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے قصاص کا معاملہ تھا، جس کی وجہ سے جنگ جمل اور جنگ صفین برپا ہوئیں، تو ان اکابر صحابہ کرام کو آپ کی زیارت کیوں نہیں ہوئی اور انہوں نے آپ سے ان الجھے ہوئے معاملات میں رہنمائی کیوں نہیں حاصل کی، بعد کے اولیائے کرام جن کو نیند اور بیداری میں آپ کی زیارت ہوتی رہی ہے اور وہ آپ سے اپنی مشکلات میں رہنمائی

حاصل کرتے رہے ہیں، ان سے تو بہر حال ان صحابہ کرام کا آپ سے قرب بہت زیادہ تھا اور بعد کے عارفین اور مقربین سے ان کا مرتبہ بہت بڑھ کر تھا۔

علامہ سید محمود آلوسی نے اس کے جواب میں یہ کہا ہے کہ نیند اور بیداری میں نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت اور آپ سے استفادہ اولیاے کرام کی باقی کرامات کی طرح خلاف عادت امور سے ہے، اور عہد صحابہ میں ان کرامات اور خلاف عادت امور کا ظہور بہت کم تھا کیونکہ اس دور میں عہد رسالت اور آفتاب نبوت بہت قریب تھا، اور جس طرح سورج کی موجود گی میں ستارے نظر نہیں آتے اسی طرح آفتاب رسالت کے ہوتے ہوئے صحابہ کرام کی کرامات کے ستارے نظر نہیں آتے تھے۔ (روح المعانی جز ۲۲ ص ۵۶۔۵۵' دار الفکر بیروت' ۱۴۱۹ھ)

نوٹ: یہاں پر آکر مفسر شہیر علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمہ کی آیت کریمہ ' مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ' کے تحت ردّ قادیانیت اور اثباتِ ختم نبوت کے حوالے سے شاندار و جاندار تحقیق اختتام پذیر ہوئی۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ربّ کریم ہمارے دور کی تحریک قادیانیت کے فتنے کو ویسے ہی دنیا سے نیست و نابود فرمائے، جیسے ماضی میں مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ کے بپا کیے ہوئے جھوٹی نبوت کی دعوے داری کے فتنے صفحہ ہستی سے مٹ گئے۔ ساتھ ہی پروردگار عالم مجاہدین ختم نبوت کی پیہم کاوشوں اور گراں مایہ قربانیوں کا بیش از بیش اجر و صلا دنیا وآخرت میں عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید الخلائق اجمعین علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اکرم الصلوات وافضل التسلیم۔

محمد افروز قادری چریاکوٹی غفر لہ